ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلهم بالتی ھی احسن

از پئے امتثال این خیر المقال کہ آمر باثبات مدعا بہ نقل و استدلال

و رفع شبہات باحسن جدال ست ۔ رسالہ مسمیٰ بہ

اصلاح الخیال

۱۳۲۸ھ

کہ ہادیٔ گمشتگان بادیۂ ضلال معلمِ جہال و علم افزائے اہل کمال ست

باہتمام احقر عبدالرحیم غفرلہٗ خادم معہد العلوم الاسلامیہ
پلمنیر۔ (اے۔پی)

سنہ ۱۴۰۵ھ

مکتبہ فیض اشرف جلال آباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بعد الحمد والصلوۃ واضح ہو کہ ایک شخص نے اپنے ایک عزیز کو درباب اتباع شریعت و درستی اعمال و وضع کے نصیحت کے طور پر لکھا تھا خیالات جدیدہ کے غلبہ سے اُس نصیحت مین کچھ شبہات و اوہام اُس عزیز کی طبیعت مین پیدا ہوئے جس کی اطلاع اُس شخص کو کی گئی اُس شخص نے اس کے جواب لکھے چونکہ ایسے شبہات اکثر لوگون کو پیدا ہوتے ہین۔ اس لئے فائدہ عامہ کے واسطے مصلحت معلوم ہوا کہ وہ شبہات اور اُنکے جوابات ایک جا جمع کر کے مجموعہ کا نام **اصلاح الخیال** رکھدیا جاوے اور ایک زمانہ مین ایک شیخ کامل نے ایک خط نصیحت آمیز بعض معززین متبع خیالات جدیدہ کو تحریر فرمایا تھا جس کے بھیجنے کی نوبت نہین آئی تھی اس کی نقل بعض لوگون کے پاس تھی چونکہ اس کے مضامین بھی اس مجموعہ کے مناسب تھے اِس لئے اس کا بھی الحاق کردینا آخر مین مناسب معلوم ہوا فقط والسلام

العبد الضعیف
محمد اشرف علی عفی عنہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

میرے خیال مین جس نگاہ سے شریعت اور اتباع شریعت کو ہندوستان مین علماء دین دیکھتے ہین وہ شرائط اسلام نہین ہین زمانہ کی رفتار نے اور اللہ تعالیٰ کی مشیت نے ملک پر انگریزون کو حکمران کر دیا جس وقت مسلمانون کی اول سلطنت قائم ہوئی تھی اُس وقت کی تواریخ نکال کر دیکھیے تو معلوم ہو گا کہ قبل از بعثت جو حالت مسلمانون کی تھی اس سے بدتر حال دیگر اقوام کا تھا مثلاً انگلستان مین مقدمات کی تحقیقات مین ثبوت جرم کے لئے گرم کھولتے ہوئے پانی مین مجرم کے ہاتھ ڈالے جاتے تھے اور یہ خیال کیا جاتا تھا کہ اگر اس کے ہاتھ نہ جلے تو وہ ضرور بے گناہ ہے سزا مین یہ سزا دیجاتی تھی کہ زندہ آدمی کو جلا دیتے تھے بہر صورۃ موازنہ کرنے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ قوم عرب زمانہ کی رفتار کی موافق کوئی پس ماندہ قوم نہ تھی بلکہ اس زمانہ کی ساری قومون کی یہی بدتر حالت مین اسلام نے اُنکی اصلاح کی اُن کے اخلاق درست کئے توحید سکھائی اور یہ ایک نئی قوم عرصۂ روزگار مین برآمد ہوئی اور شمشیر بکف جس طرف نکل کھڑی ہوئی فتح ملکی اُن کے آگے آگے ہوتی گئی یہانتک کہ برِ اعظم ایشیا اور یورپ کے بڑے حصہ کو فتح کر ڈالا فتح ونصرۃ ملکی مین تائید منجانب اللہ قرآن اور حدیث سے ثابت ہے اس لئے اس سے انکار نہین ہو سکتا کہ جس قوم مین صلاحیت اور اتباعِ احکام خداوندی پایا جاتا ہے اُس پر اللہ کی مدد ہوتی ہے

چنانچہ مسلمانون نے فتح کر کرکے جو سلطنت عظیم قائم کی اس کی مثال تاریخ مین نہین ہے
بعد زمانہ خلفار راشدین کے باہم وہ نزاع شروع ہوئے اور مسلمانون ہی کے ہاتھ سے
وہ شرمناک واقعۂ کربلا سرزد ہوا جس کی وجہ سے قیامت تک مسلمانون کو ندامت رہے گی
زوال سلطنت کے آثار شروع ہوگئے۔ لیکن چونکہ کوئی قوم سربرآوردہ اور تعلیم یافتہ صفحۂ ہستی پر
موجود نہ تھی اس لئے مسلمانون کو اس حصۂ ملک مین جہان اُن کی سلطنت قائم ہوچکی تھی
امن نصیب رہا فتوحات ملکی بند تھین اور حدود سلطنت قائم ہوگئی۔ لیکن روز بروز آثار
ردائت ظاہر تھے یعنی ملک مین امن قائم رکھنے اور دوسری قومون کے حلون سے
بچنے کی کوئی تدبیر مسلمانون نے نہین کی ملک مین جو جو ظلم ایک ادنیٰ زمیندار اپنی رعایا پر
کرسکتا تھا اُس کی مثالین غدر سے پہلے تک پائی جاتی تھین یہان تک کہ دسوین صدی کے
قریب اہل یورپ نے ترقی کرتے کرتے مصالح حرب یعنی باروت وغیرہ دریافت کی اور مسلمان
بادشاہون کی شامت آئی جس زمانہ کا مین نے اوپر ذکر کیا ہے اس کو ابتدار زمانہ قرار دیکر
مسلمانون کی حالت کا اندازہ دیگر اقوام سے کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ ابتدار اسلام مین مسلمان
خوش اخلاق جری ہمت والے تھے دوسری قومون مین بزدل آرام طلب کم ہمت تھے
مسلمان جہان تھے وہین رہے بلکہ آگے چلکر اس سے بھی گرتے گئے اور دوسری
قومین ترقی کرتی گئین یہان تک کہ روم کو لڑتے لڑتے پریشان کردیا اور اگر سلطان عبدالحمید خان
اُس رنگ مین نہ رنگے جاتے جو اس وقت سلاطین یورپ کا ہے تو بقار سلطنت ناممکن تھی
اگر سلطان روم ہندوستان کا سا اسلام اپنے یہان قائم کرین تو کسی کو اُن کی طرف توجہ کرنیکی بھی
ضرورت نہ پڑے خود بخود اُن کی زوال سلطنت کے لئے کافی ہوجاوے اُنہون نے زمانہ کی
ضرورت کے موافق فوج مین وہ وہ سامان کئے ہین جن کو ہندوستان کے علمار کبھی جائز نہین
کہہ سکتے اور آپ سے سچ کہتا ہون کہ اگر سلطان اس بات کا وعدہ کرلیتے کہ مین علمار ہند کے
احکام کی تعمیل کرونگا اور پھر یہان سے چند علمار ان کا طرز تمدن درست کرنے کے لئے جاوین

اور وہ اپنے وعدہ کے موافق اُس پر عمل کرین تو اور تو مین کہہ نہین سکتا مگر سلطنت قائم رکھ
اب اگر یہ کہا جاوے کہ بلا سے سلطنت قائم نہ رہے اتباع شریعت بڑی چیز ہے اور عاقبت کی
درستی ہو جاوے سلطنت رہے یا نہ رہے تو ایسا جینا پراگندہ روزی پراگندہ دل کا کیا نفع ہے
دوسرے یہ کہ نتیجہ بس یہ نکلے گا کہ اسلام ہم کو حکومت اور سلطنت نہین سکھلاتا ہے بلکہ ذلت
اور دریوزہ گری تعلیم کرتا ہے حالانکہ ایسا نہین ہے پہلے مسلمانون کی مثال اسوقت بالکل فضول ہے
کیونکہ وہ رنگ زمانہ کا نہین اگر آج سلطان روم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا سا طریقہ اختیار کرین
یعنی بیت المال کا اونٹ تلاش کرتے خود چلدین تو آپ دانا مین ذرا اندازہ کیجئے کہ سلطنت
کر سکتے این نہین اور ہرگز نہین ج یہ اُس زمانہ کے شایان تھا کہ خود خلیفہ راتون کو رعایا کی خبر
لیتے پھرتے تھے اور چورون کا مال مزدوری پر پہنچا دیا کرتے تھے۔ یہ وہ وقت ہے کہ ملک
علم کے زور سے قائم ہے شمشیر کے زور سے نہین ایک شخص دلاور شمشیر بکف نہایت جرٔت
کیساتھ میدان مین آتا ہے لیکن ایک ہزار قدم سے ٹھنڈا کر دیا جاتا ہے اور جس چیز سے ٹھنڈا
کر دیا جاتا ہے اس مین ایک ذراسی دور کے اندر اسقدر گولیان علم کے زور سے بھر دی ہین
کہ ایک منٹ مین بیس فیر کرے کہان تک خالی جائینگے افسوس ہے کہ مسلمانون نے اللہ کی
پیدا کی ہوئی نعمتون کی قدر نہ کی پانی سے وہ کام نہ لیا جس کے وہ شایان تھا بس پیاس مین
پی لیا وضو کیا غسل کیا طہارت کی اب وہی پانی ہے کہ جس سے بھاپ پیدا ہوتی ہے اور
جو کام ایک ہزار آدمیون کی قوت سے نہین ہوسکتا اس کو ایک آدمی کرتا ہے بھلا اس مین کون بات
خلاف شریعت ہے جو کبھی مسلمانون نے اس طرف توجہ نہ کی یا اب دوسرون کو دیکھکر نہین کرتے
یہ ایک ادنی سی مثال مین دیتا ہون اس طرح دنیا مین ایک ایک چیز کی بابت اسوقت کوئی کہے
تو ایک ایک دفتر لکھ ڈالے وہ کونسی چیز ہے کہ مسلمانون نے استعمال نہین کی اور جس کا استعمال
اُنہون نے اپنے جسم فانی تک محدود نہین رکھا اپنے ابنائے جنس کو نفع پہنچانیکے لئے
اسپر ذرا بھی غور نہین کیا یہ بات مسلمہ ہے کہ قیامت کے دن ذرا ذرا چیز سے حساب

لیا جاوے گا۔ میرا تو قریب قریب یہ عقیدہ ہے کہ جس شخص نے ایسی بے ترکیبی کے ساتھ اللہ کی نعمتون کو استعمال کیا وہ ضرور مستوجب سلب دہی ہے۔ اس وقت کچھ معلوم نہین ہوتا کس چیز کو شرط اسلام قرار دیا جاتا ہے جس چیز کی طرف مسلمانون کو بلایا جاتا ہے وہ اُس سے اتنی دور نکل گئے ہین کہ اُن کے کان مین اُس کی آواز بھی نہین جاتی مین تو پردیس رہکر اس تماشہ کو دیکھ رہا ہون۔ جو باتین ہمارے علمار دین وپیشوایان مذہب تعلیم کرتے ہین اُن مین زمانۂ موجودہ کے موافق ذلت اور خواری کے سوائے یہان تو کچھ نظر نہین آتا عاقبت مین اگر بہشت اور حورین ملین تو اللہ سے امید رکھین۔ لیکن اس سے یہ لازم آتا ہے کہ دنیا مین نکبت کی ساتھ بسر کرنا عاقبت کی درستی کو لازم ہے اگر فی الواقع ایسا ہے تو صاف الفاظ مین یہی کہنا چاہئے خواہ مخواہ یون کیون کہا جاتا ہے کہ بقدر ضرورۃ دنیا بھی حاصل کرو ہم کہتے ہین کہ بقدر ضرورۃ بھی دنیا حاصل نہین ہوتی اس طریقہ سے جو ہمکو اس وقت علمار دین تعلیم کرتے ہین فرض کیجئے کہ ایک شخص کو کتابین پڑھا کر عالم بنایا آپ خود متفکر ہین کہ وہ اب کیا کرے پچھلی مرتبہ یہ رائے تھی کہ اُن کو حرفت سکھلائی جاوے تو وہ یہی کیا کہ بڑھئی کا کام یا لوہار کا کام اب مین نہایت ادب سے گذارش کرتا ہون کہ بڑھئی کا کام اور لہار کا کام سکھلانے اور تار برقی اور ریل کے ہانکنے کا کام یا اسٹیم بنانے کی ترکیب سکھلانے مین شرعاً کیا فرق ہے اگر فرق ہے تو اتنا کہ خود مولوی صاحب نہین جانتے دوسرے کو کیا سکھلاوین گے۔ لیکن لوہار بڑھئی کا کام سکھلانے کے لئے بھی تو ان کو لوہار بڑھئی نوکر رکھنے پڑین گے تو پھر دوسرے فنون سکھلانے والے کیون نہ نوکر رکھے جاوین مگر بات یہ ہے کہ مسلمانون کے اندر کوتہ اندیشی اور پست حوصلگی اسقدر آگئی ہے کہ اُن کی نگاہ ہیلی اوپر نہین جاتی میری تو اب یہانتک شامت آگئی ہے کہ مین ان مدارس عربیہ پر اعتراض کرتا ہون اور اُن کو بہ حیثیت موجودہ کار خیر نہین سمجھتا اور اس کے ساتھ الحمد للہ کہ مسلمان ہون اور اپنے اللہ سے قوی امید ہے کہ مجھکو مسلمان رکھین گے۔ اب سنئے کہ مین مدارس عربیہ پر کیا اعتراض رکھتا ہون قرآن کے احکام کی موافق آپ کے اوپر پہلے اپنے

اقارب پھر پڑوسی پھر شہر والے پھر ملک والے پھر ابن السبیل کے حقوق ہین اب آپ ان مدارس کو دیکھیے کہ ان سے کس کو نفع پہنچتا ہے ہمارا یہ کام نہین کہ جو آیا اُس کو پڑھا دیا بلکہ یہ کام ہے کہ وہ مفید طرز اختیار کرین جس سے ہمارے بھائیون کو نفع پہنچے مجھسے ایک صاحب ملنے آئے جو علمار کے بڑے معتقد ہین اور ہمیشہ علمار کی خدمت مین حاضر رہتے ہین اور بڑی خدمت کرتے ہین میرا خیال اُن کے طرز سے یہ ہے کہ اُنہون نے زیارۂ علمار کو اپنے روزمرہ مین داخل کر رکھا ہے مین نے ان سے سوال کیا کہ وضو مین کے فرض اور کے سُنت ہین حالانکہ اُنہون نے تسلیم کیا کہ وہ ستائیس برس سے نماز پڑھتے ہین لیکن بیچارے اس کا جواب نہ دے سکے تو مین نے اُن سے پوچھا کہ آپ مہینے مین ایک آدہ مرتبہ تو کسی مولوی سے ملتے ہونگے اُنہون نے کہا کہ جناب مین تو روزانہ حاضر ہوتا ہون تو مین نے پوچھا کہ بھلا تم کو کسی نے یہ بتلایا کہ وضو مین کے فرض اور کے سنت ہوتے ہین اگر کہین سفر مین ہو اور صرف پاؤ بھر پانی ملے تو وضو کیسے کرے غرض مین نے ان کو بتلایا اور چند مسائل اور بتلائے تو اُنہون نے نہایت شکر گذاری کے ساتھ یہ تسلیم کیا کہ مجھکو عالمون کی صحبت سے اتنا نفع نہین ہوا جتنا آپ کی چند باتون سے ہوا مین اس مثال سے اپنی تعریف کرنا نہین چاہتا بلکہ علمار کی حالت کا اظہار آپ پر کرتا ہون کہ ان کی حالت قابل اصلاح ہے اگر یہ درست ہون گے تو ہم لوگ تو خود بخود ٹھیک ہو جاوینگے نصاب تعلیم پر آج سے دس برس پہلے کوئی اعتراض نہ تھا اور بڑے بڑے عالم گذر گئے کبھی آپ نے کسی کی زبان سے سنا کہ عربی کا نصاب تعلیم ناقص ہے اور اس مین اوقات ضائع ہوتی ہے یا مدارس عربیہ کے اندر لوہار بڑھئی کا کام سکھلانا ضرور ہے یہ نئے علمار جو اس وقت پیدا ہوئے ہین اُن کو البتہ یہ بات سوجھی ہے جناب من علمار موصوفین کے ہم عصر اگر کوئی موجود ہون گے تو اُن کو ان اعتراضات پر جو اسوقت کے علمار نصاب دینی پر کر رہے ہین ویسا ہی اعتراض ہوگا جیسا کہ اس وقت کے علمار کو کوٹ پتلون پہننے والون پر ہے

یہ تو آپ دیکھ رہے ہیں کہ خود علماء میں کتنا انقلاب ہے جن فلاں باتوں کو آج سے دس برس پہلے
حرام مطلق بتلاتے تھے اب اس کے جواز پر فتوے دیئے جاتے ہیں آخر یہ کیوں مانگی
حالت سے جوں جوں خبر ہوتی جاتی ہے کہتے جاتے ہیں مگر ہمارے علماء نے گوشہ نشینی
اختیار کر لی ہے اس لئے زمانہ سے جلد جلد خبردار نہیں ہوتے اگر باہر پھریں اور مسلمانوں کے
بچوں کا حال دیکھیں اور پھر اندازہ کریں کہ یہ کس حد پر پہنچ گئے ہیں تو شاید کوئی طریقہ
ان کی اصلاح کا سمجھ میں آجاوے لیکن سمجھ میں آوے گا اس قدر کے
بعد کہ شاید پھر علاج کا موقعہ بھی نہ رہے۔ تعلیم علوم دین مبنی ہے تین چیزوں پر اعتقادات
عبادات۔ معاملات۔ بلکہ آپ تو فرماتے ہیں کہ شرطاً اسلام یہی چیزیں ہیں شاید تصوف وغیرہ
دو چیزیں اور شامل کی ہیں بہرصورت ان تین چیزوں کا نام ضرور اسلام ہے۔ اعتقادات کا
کوئی نصاب نہیں یہ قائم رہ سکتا ہے عبادات اور معاملات سے اب رہے معاملات بڑا حصہ
ان کا لازم ہے سلطنت کو جس کی سلطنت اُس کے قانون کے موافق معاملات ہوں گے
اب آج کل کوئی زنا کرے تو سنگسار نہیں کیا جاتا چوری کرے تو ہاتھ نہیں کاٹے جائیں گے
چھا اب فرض کیجئے کہ کسی نے زنا کیا تو نالش کرنیوالا کیا کرے آٹھ آنہ اسٹامپ پر عرضی دے
یہ طریقہ شریعت میں کہاں لکھا ہے پھر حلف سے اپنا اظہار لکھاوے حلف بھی کیا کہ جو گواہی
میری روبرو عدالت میں ہوگی وہ بالکل سچ ہوگی سوائے سچ کے جھوٹ نہ ہوگی خدا میری مدد
کرے اُس کے بعد شہادۃ پیش ہوئی جسکی ساتھ زنا کیا وہ ڈاکٹر کے ملاحظہ کے لئے بھیجی گئی
اگر سب طرح ثابت ہوگیا تو چار مہینے کی قید اور دوسو روپے جرمانہ اور جرمانہ میں سے ایک سو پچاس
روپے بطور معاوضہ مدعی کو دیا جاوے اب ذرا غور تو کیجئے کہ یہ معاملہ اول سے آخر تک
کسی مرتبہ میں بھی شریعت کے موافق ہوا اور یہ جہاں فلاں ان حضرت کو ملے وہ کب جائز
ہوئے باایں ہمہ یہ روزمرہ ہو رہا ہے اور شاید علماء کو اس کی خبر بھی نہ ہو یہ ایک ذرا سی
مثال ہے اس سے بڑھ کر معاملات ہو رہے ہیں تو اب جن طالب علموں کو یہ کتابیں

پڑھائی جاتی ہین کہ اس جرم کی سزا یہ ہے اور اس بکے یہ وہ اُن کے کس کام آوین کی جبکہ
معاملات کا تصفیہ قوانین موجودہ کے مطابق ہوتا ہے۔ اب جس شخص نے مقدمہ زنا مین
یہ حکم دیا وہ مصداق ہے ومن لم یحکم بما انزل اللہ کا لیکن کیا کسی کا خیال اس طرف منتقل
ہوا ہے کہ جس شخص نے نالش کی وہ بھی معین ہوا کیونکہ وہ تو جانتا تھا کہ شرع کے مطابق
حکم نہ ہوگا اب کہنا چاہیے کہ بیشک وہ بھی معین ہوا تو اب کیا علاج۔ علاج یہ کہ خاموش گھر مین
بیٹھو اگر یہ سچ ہے تو پھر مسلمانون کی حالت کو اندازہ کیجئے کہ یہ کیا کرین انہین تو اللہ میان
اس جہان سے اُٹھا لین تو ان کی نجات ہو غرض بڑے معاملات تو حکومت کی ساتھ گئے
اب رہے چھوٹے چھوٹے معاملات روزمرہ کے اُن کے احکام اردو کی کتابون مین موجود
جو بچون کی تعلیم کے نصاب ابتدائی مین داخل ہین یا داخل کرنے چاہیین عبادات کا باب نہایت
مختصر ہے روزہ کے احکام قرآن کے ایک رکوع مین ہین اسی طرح نماز کے احکام اردو کی
ایک کتاب مین موجود ہین حج اور زکوۃ کی بڑے ہو کر ضرورت ہوتی ہے اور اُن کے مختصر
احکام ہین اس مختصر کو اتنا طول دیا ہے کہ بچون کے دس برس اس مین خرچ ہوتے ہین اور
جب طیار ہو کر نکلتے ہین تو سوچتے ہین کہ اب کیا کرین اگر کچھ تعلیم کی عمر باقی ہے اور کچھ حیثیت
تقاضا بھی ہے تو جلدی سے طب پڑھ لی اور معاش کا ایک ذریعہ نکال لیا اور اگر کہین عمر
ہو چکی ہے جیسا کہ کثرت سے واقع ہوتا ہے۔ تو فبہا ہے مسجد کی راہ لی اور جو کچھ پھر یہ لوگ
کرتے ہین آپ کو مجھ سے زیادہ تجربہ ہے مین لکھنا کیا چاہتا تھا اور لکھ گیا کیا مین اپنا حال عرض
کرنا چاہتا ہون۔ مین کوٹ فیلٹ پتلون یا یون کہیے کہ پورا انگریزی لباس پہنتا ہون سوا
ٹوپی کے کہ وہ ترکی ہے اس ٹوپی کے اختلاف سے یہ لباس ہمارا قومی بنجاتا ہے اور اگر اس
کوئی اسوقت تسلیم نکرے تو دس برس بعد اس کو خود پہننا پڑے گا مین اس بات کو ایسے
وثوق سے کہہ رہا ہون کہ مجھکو اس مین کچھ بھی وسوسہ نہین اب مجھے ارشاد ہو کہ یہ لباس
خلاف شریعت ہے ترک کرنا چاہیے۔ تو مجھکو یہ بھی بتلایا جاوے کہ کیا پہنون جو کام مین

کرنا پڑتا ہے اور جو اللہ نے میری تقدیر مین لکہدیا ہے اور جس کے کرنے پر قضا وقدر سے مجبور ہون وہ ایسا ہے کہ مجھکو چار گھنٹہ گھوڑے کی پیٹھ پر اور تین گھنٹے بائیسکل پر (اگر بائیسکل نہ ہو تو پھر دوسرے گھوڑے پر) شہر اور اطراف شہر مین پھرنا پڑتا ہے اور یہ اندازہ کیا گیا ہے کہ مجھکو بیس میل کا یومیہ سفر ہو جاتا ہے۔ جو پائجامہ مین سواری مین پہنتا ہون وہ اس کپڑے کا ہے جو ہاتھ سے نہین پھٹ سکتا تاہم اس قدر جلد گھس گیا کہ جسپر مجھکو خود تعجب ہے ڈھیلے پائینچے یا لٹھہ کا شرعی پاجامہ ایک دن مشکل سے کام دے سکتا ہے اس بات کا یقین آپ صرف اس صورت مین کر سکتے ہین کہ آپ مجھکو سچا آدمی خیال فرمائین ورنہ بلا تجربہ کے اس کا یقین ہونا مشکل ہے پتلون اور پاجامہ مین جو فرق سواری کے اندر ہے وہ تجربہ پر موقوف ہے اس کا بیان کرنا مشکل ہے پہلے لوگون کا اگر حوالہ دیا جاوے تو مین نصاب تعلیم کا حوالہ دونگا میرا لباس یون نہین تبدیل ہوگا بلکہ اس کی ترکیب یہ ہے کہ کوئی شخص ایسا ہی کام کر کے دکھلاوے اور پاجامہ انگا چوغہ دوپٹہ پہنے اور اگر وہ کامیاب ہو تو مین قسم کھاتا ہون کہ فوراً لباس تبدیل کر دونگا۔ عبادات مین روزہ مین رکھتا ہون زکوۃ دیتا ہون حج کا ارادہ ہے اللہ تعالی پورا کرنے والے ہین نماز جماعت کی تو کیا پابندی وقت سے بھی ادا نہین ہوتی۔ صبح کی نماز سے پہلے قضا پڑھتا ہون اور مین جانتا ہون کہ برا کرتا ہون اور اس کی اصلاح مین کوشش کر رہا ہون لیکن فی الحال مشکل یہ ہے کہ ہمارے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تاکید وقت کی فرمائی ہے لیکن امام شافعی صاحب نے جمع بین الصلوتین کا ایک خاص موقع پر فتوے دیا ہے۔ اور حضرت ابو داؤد صاحب نے صرف لوگون کے حرج ہونے پر جمع صلوۃ کا ذکر کیا ہے مین اخیر پھر اس قدر عرض کرتا ہون کہ یہ عریضہ مین نے تین بجے رات کو لکھنا شروع کیا اور ساڈھے چار گھنٹہ مین ختم کیا لیکن اس مین ایک لفظ بھی میرا آوردہ نہین ہے قلم سے یون ہی نکلتا چلا گیا مین اس کو پڑھ کر دیکھتا ہون تو اس کا بھیجنا داخل گستاخی سمجھتا ہون لیکن صرف ایک خیال مجھکو اس کے بھیجنے پر مجبور کرتا ہے وہ یہ کہ طبیب کے سامنے اپنا مرض

بیان کرنا داخل گستاخی نہین ہے مثلاً کسی شخص کے سامنے اپنے اعضائے نہانی کھولنا سخت بیجا ہے لیکن اگر کسی کے کوئی پھوڑا ایسے مقام پر نکل آوے تو بلا تامل حکیم صاحب کو دکھلاتا ہے اور اگر حکیم کو دکھلانے مین یہ شخص اتنا ہی تامل کرے جتنا کہ معمولی طور پر عام آدمیون سے کرتا تھا تو نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ زخم اندر ہی اندر سڑ کر ناسور کرلے گا اور اس شخص کی جان جاتی رہے گی میرا عقیدہ اور میرے خیالات جیسے کچھ ہین اُن کو صرف اس نظر سے پیش کرتا ہون کہ اگر ممکن ہو تو میری اصلاح کیجئے اور اگر میری اس پریشان تحریر مین آپ کے نزدیک کوئی کام کی بات ہو تو لله اسپر توجہ کیجئے وقت ایسا نازک ہے کہ مسلمان تباہ ہوتے چلے جاتے ہین اور ان کی کوئی خبر نہین لیتا الله تعالیٰ نے آپ کے کلام مین اثر دیا ہے اگر آپ کے نزدیک مین سچ کہتا ہون تو اس کو سُنئے اور اگر غلطی پر ہون تو میری اصلاح کیجئے آخر آپ کا ہون مجھکو بچائین کہ قیامت کے دن فضیحت نہ ہون اگر آپ کے نزدیک میری فلاح اس مین ہو کہ مین نوکری چھوڑ دون تو مجھکو صاف صاف ہدایہ کیجئے ورنہ مین تو من وعن آپ پر ظاہر کر چکا اب مین اپنے عیب کھولنے پر آیا تو ایک اور بات بھی لکھدون کیون شبہ کو اپنے دل مین رکھون وہ یہ ہے کہ الله تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خاص عرب کی اصلاح کے لئے بھیجا تھا یا ساری دنیا کی اصلاح کے لیے میرا خیال یہ ہے کہ صرف قوم عرب کی اصلاح کے لئے کیونکہ اس زمانہ کے عرب اپنی زبان مین بڑے فصیح و بلیغ تھے اُن کے لئے قرآن زبان عربی مین نازل فرمایا جس سے اُن کو یقین ہوگیا کہ وہ کلام بشر نہین ہے اور اُن کو ماننا پڑا اور تمام عمر جناب پیغمبر خدا اسی قوم مین رہے اور جب اُن کی تکمیل ہوچکی آپنے وفات فرمائی دیگر اقوام نے آپ کے قرآن کو اُس بنیاد پر نہین مانا تھا جسپر کہ عرب نے مانا تھا بلکہ اُن لوگون کو قوم عرب نے بزور شمشیر زیر کیا اور اُن کو زبردستی مسلمان کیا اُنہون نے آپ سے معجزے طلب نہین کئے اور نہ مثل عرب کے قرآن پر ایمان لائے فتوحات مین دو اقسام

ہوئین ایک وہ جنہون نے عاجز آکر اور مقابلہ کی تاب نہ لاکر اسلام قبول کیا دوسری وہ جنہون نے امن مانگی اور اپنے دین پر قائم رہکر جزیہ دینا قبول کیا ان پر دعوت اسلام پوری نہین ہوئی سب سے بڑی بات غور طلب یہ ہے کہ جناب پیغمبر خدا تمام جہان مین تشریف نہین لے گئے اور بہت لوگون کو اُس وقت بھی آپ کے پیغمبر ہونے کی خبر نہین ہوئی ہندوستان مین اسلام بہت زمانہ کے بعد آیا پھر جو ہندو یہان رہتے تھے اُن کی ہدایت کیا ہوئی اور یہی حال امریکہ اور افریقہ اور بڑے حصہ یورپ اور ایشیا کا تھا اِن لوگون کو اللہ تعالیٰ نے ایک خاص فرقہ کے اندر پیدا کیا اور اس مین وہ مر گئے فقط۔

تقریر جوابات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین والصلوۃ والسلام علی رسولہ سیدنا محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ٥

بعد حمد و صلوۃ کے احقر نے مخاطب عزیز کی تمام تر تقریر کو کئی بار دیکھا چونکہ مثل اطبا مرض کے تشخیص مرض و تعیین اسباب مین بھی معالج کو شرم کرنا مضر ہے اس لئے ضرور ٹھیرا کہ آزادی کی ساتھ کلام کیا جاوے اس لیے اولاً اجمالی طور پر اسباب کو متعین کرنا ضروری سمجھتا ہون جہان تک تقریر مذکور کو دیکھا اور پڑھا معلوم ہوا کہ منشاء خیالات کا صرف دو امر ہین اول علم شریعت مین مہارۃ کاملہ نہ ہونا دوسرے لامذہبون کی تقریرین اور تحریرین سننا اور دیکھنا اس لیے علاج کلی تو یہ ہے۔ کہ بقدر فرصت کسی قدر توجہ کر کے کم از کم ترجمہ قرآن مجید و مشکوۃ شریف کے بعض ابواب اور فقہ کی ایک پوری کتاب کسی سمجھدار آدمی سے پڑھ لیا جاوے اور مدعیان تحقیق و تہذیب جدید کی تقریرات و تحریرات سمع و بصر تک نہ آنے

دیا جاوے اور جزئی علاج یہ ہے کہ تقریر مذکور کے جواب کو جس کو بعد اجمال ہٰذا کے تفصیلی طور پر لکھنا چاہتا ہون بغور و انصاف خالی الذہن ہو کر دیکھا جاوے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ سب شبہات دفع ہو جاوین گے اور اصلاح عقیدہ تو فی الفور اور اصلاح عمل بتدریج حاصل ہو جاوے گی اب وہ جواب تفصیلی سُننا چاہیئے ۔ سب سے اول مخاطب عزیز نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ جس نگاہ سے شریعت اور اتباع شریعت کو ہندوستان مین علماے دین دیکھتے ہین وہ شرائط اسلام نہین ہین اور اس کو تاریخی دلائل سے جس سے انقلاب اقوام کا معلوم ہوتا ہے ثابت کیا ہے مقام انصاف ہے کہ جن لوگون کی تمام ایک علم کی تحصیل و ترقی مین گذر گئی اُن کی نگاہ جب قابل اعتبار نہین تو ایک مورخ کی نگاہ احکام شریعت کی تحقیق مین کس طرح لائق اعتماد ہو گی پھر یہ کہ عالم دین تو اپنے ہر دعوے کے اثبات کے لیئے قرآن مجید کی آیت اور حدیث شریف کی روایت جو اللہ و رسول کا کلام صادق ہے پیش کرین اور مورخ صرف اپنی راے اور قیاس سے استدلال کرے پھر بھی عالم کا قول معتبر نہ ہو اور صاحب راے کی راے کو ترجیح ہو اس کی وجہ صرف یہی ہے کہ اہل الرائے کی نظر سے ابھی جمال شریعت محجوب ہے اور جس قدر پیش نظر ہے وہ محض ایک ناخن ہے ۔ لیلی را بچشم مجنون باید دید کا یہی مطلب ہے مین صرف اسی مجمل انصاف پر قناعت نکرون گا بلکہ اس تاریخی دلیل کی حالت دکھلاؤن گا خلاصہ اس واقعہ تاریخی کا صرف مسلمانون اور دیگر اقوام کے حالت کا موازنہ کرنا ہے اور بدون نئے رنگ کے اسلامی سلطنت کا قائم نہ رہ سکنا ہے سو اقوام کی ترقی و تنزل کی بحث اور اس کے اسباب کی تعیین یہ محض زائد مضمون ہے البتہ دوسرا امر قابل توجہ ہے کہ بدون اس نئے رنگ کے حکومت کا قائم نہ رہ سکنا اور قومی تاریخ کے لکھنے سے بھی مخاطب عزیز کا مقصود یہی ہے سو یہ امر ابتک میری سمجھ مین نہین آیا کہ وہ کون سا نیا رنگ ہے جو علماء ہند کے نزدیک خلاف شریعت ہے اور اُس پر قیام سلطنت ہے اگر مراد اس سے جدید سامان

حرب وحفاظت حدود ہے سو اسکو کون سے ہندوستانی عالم نے خلاف شریعت بتلایا ہے اگر مسئلہ تشبہ سے شبہ پڑا ہے سو مسئلہ تشبہ کا اول تو ہندوستانی علماء کا ایجاد نہین ہے قرآن مجید مین موجود حدیث مین مذکور تمام دنیا کے علما اس مین شریک اور اگر کوئی عالم رومی روسی اس کے مخالف ہو وہ قرآن وحدیث کا مخالف ہو کر متروک القول قرار دیا جاوے گا۔ پھر یہ کہ سامان حرب مسئلہ تشبہ سے کوئی تعلق نہین رکھتا اور یون مسئلہ تشبہ کی تحقیق نہ ہونے سے شبہ پڑ جاوے وہ اور بات ہے بہرحال جس پر بقاے سلطنت موقوف ہے اس کو مسئلہ تشبہ سے کوئی علاقہ نہین اور اگر مراد اس سے میز کرسی پر کھانا کھانا مکانات مین تصاویر کا لٹکانا وغیرہا ہے تو اس کو بقاے سلطنت سے کوئی علاقہ معلوم نہین ہوتا ہے بہر حال وہ نیا رنگ سمجھ مین نہین آتا جس کو اہل فتوی حرام کہتے ہون اور سلطنت بدون اس کے قائم نہ رہ سکے اور اگر واقع مین کوئی ایسا نیا رنگ ہے جو خلاف شریعت بھی ہے اور بقا رسلطنت کا موقوف علیہ بھی ہے اور پراگندہ روزی پراگندہ دل سے بچنے کے لیے اس نئے رنگ کو گوارا کیا جاتا ہے تو خود مخاطب عزیز تھوڑی دیر کے لئے حق جل وعلا شانہ کے تعلقات وحقوق اور سلطنت وثروت کے فانی ثمرات کو میزان عقل وانصاف مین تولکر دیکھ لین کس کا پلہ بھاری ہوتا ہے مین پوچھتا ہون ڈکیتی قانوناً جرم ہے لیکن اگر اسی قاعدہ کی بنا پر کہ ہم ایسا قانون لیکر کیا کرین گے جس سے پریشانی ہو اور حال کی تنگی ہو برابر ڈکیتی کیا کرے اور گورنمنٹ کی ناراضی کا مطلق پاس نکرے اس شخص کے واسطے عقلاً کیا حکم کیا جاوے گا کیا اس کے لیے ڈکیتی کو جائز کیا جاوے گا یا وہ افلاس جو حاکم وقت کے خوشنودی کے ساتھ ہو اس ثروت سے جو ارتکاب جرم کی ساتھ ہو ہزار لاکھ درجہ افضل کہا جاوے گا پھر تعجب ہے کہ اللہ تعالی کی قدر گورنمنٹ کے برابر بھی نہ ہو مین کہتا ہون کہ اگر کوئی ایسا وقت آوے کہ بلا کفر اختیار کیئے ہوئے سلطنت قائم نہ رہ سکے تو

مسلمان رہ کر مرجانا اچھا ہے یا کافر ہو کر زندہ رہنا اور پھر آخری بات یہ ہے کہ اگر باجود فسق وکفر کے تمام اقوام متفق ہو کر کسی خاص قوم کی سلطنت چھین لین اور فسق وکفر بھی آڑ نہ بن سکے تو اُس وقت پراگندہ روزی پراگندہ دل کا کیا علاج ہوگا۔ عزیزمن مال وجاہ مقصود بالعرض ہے مقصود اصلی رضائے حق ہے اگر رضاے حق کے ساتھ اُن دونو نکی حفاظت ہو سکے مضائقہ نہین ورنہ وہ دونون کے روز کام آوین گے اور پھر آخری انجام کیا ہوگا کیا مریض کو بدپرہیزی سے روکنا ناگوار نہین ہوتا کیا اس کا دل پریشان نہین ہوتا مگر اس عاقبت اندیشی کی وجہ سے نعمت صحت کو اس عارضی لذت بدپرہیزی پر ترجیح دی جاتی ہے اور طبیب مشفق اس ناگواری وتنگی کی ذرہ برابر بھی پروا نہین کرتا اس کے بعد جو دوسرا نتیجہ نکالا کہ اسلام ہم کو حکومت اور سلطنت نہین سکھلاتا بلکہ ذلت اور دریوزہ گری سکھلاتا ہے فی الواقع اسلام ایسی سلطنت نہین سکھلاتا جس کا انجام نارجہنم ہو اور اگر ایسی سلطنت کی بھی اجازت ہو تو بس قیامت کے روز فرعون بھی عرض کردے گا کہ مجھکو تجربہ سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ اگر مین خدائی کا دعوی نکرتا تو میری حکومت جاتی رہتی لوگون مین ذلت وخواری ہوتی بقاے سلطنت کے لئے مین عمر بھر یہ دعوی کرتا رہا کیا یہ عذر اس کا مقبول ہوگا اور علی سبیل التنزل مین کہتا ہون کہ اگر کوئی شخص نہایت غور ریزی کر کے یہ بات ثابت کردے کہ بقاے سلطنت ضروری ہے اور وہ بدون ارتکاب معصیت کے ناممکن ہے تو اس کی ضرورت بقار کو نگر کہا جاوے گا کہ یہ مسئلہ اکراہ کا ہے شریعت نے اس کا قانون بھی مقرر کردیا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ بعض مجبوریون مین ارتکاب ظاہری کی اجازۃ ہوگی مگر قلب سے کراہت ونفرت شدید ضروری ہے کیونکہ شرح صدر وطیب قلب کی تو کوئی ضرورت نہین نہ کسی مخلوق کو اس کا علم ہے جو اس شخص سے کراہت قلب پر مواخذہ دار وگیر کر سکے غرض پھر بھی مخالفت شریعت کی اجازت نہ ہوئی جو مخالفت ظاہری ہوئی ہے وہ بھی قانون اتباع مین داخل ہوگئی

کرمیں پوچھتا ہوں کہ اگر ایسی مجبوری ہوگی تو سلاطین کو ہوگی ہم عوام الناس کی کونسی حکومت سلطنت
ہاتھ سے نکلی جاتی تھی کہ ہم کو بھی ارتکاب مخالفت کی ضرورت پڑی غرض سلاطین کی مجبوری
ہمارے لئے مفید مطلب نہیں ہوسکتی اس کے بعد جو لکھا ہے کہ اگر سلطان روم حضرت
عمر رضی اللہ عنہ کا سا طریقہ اختیار کریں تو سلطنت نہیں کرسکتے سو اول تو یہ حکم رجما بالغیب
قابل تسلیم نہیں ہے کہ سلطنت نہیں کرسکتے اگر کوئی شخص اس کے مناقض دعوی کرے
کہ زیادہ خوبی کے ساتھ سلطنت کرسکتے ہیں تو اس کی تکذیب کی کیا دلیل ہے اور
اگر بالفرض مان بھی لیا جاوے جب بھی ہم کو مضر نہیں کیونکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی
طریقہ میں دو قسم کے امور ہیں ایک وہ جو فرض وواجب ہیں اُن کی پابندی تو کسی حال
میں مضر سلطنت ہرگز نہیں دوسرے وہ جو شرعًا ضروری نہیں مثلاً رات کو گشت کرنا
وغیرہ وغیرہ سو شریعت نے اس کا مکلف ہی نہیں بنایا غرض جو امر شرعًا ضروری ہے۔
وہ مضر سلطنت نہیں اور جو مضر سلطنت سمجھا جاتا ہے وہ شرعًا ضروری نہیں سو یہ دعوی
کیسے ثابت ہو کہ فتوی شریعت پر عمل کرنے سے سلطنت نہیں کرسکتے اس کے بعد ف یہ
لکھا ہے کہ اس وقت ملک علم سے قائم ہے شمشیر سے نہیں اور اس کو باروت گولے
کی ایجاد سے ثابت کیا ہے عزیز من اول تو جیسا باروت گولے کا علم ہے شمشیر زنی کا بھی علم ہے
اور اگر شمشیر زنی کو علم نہیں کہا جاتا تو گولہ بازی کو علم کہنے کی کوئی وجہ نہیں غرض یا تو پہلے
زمانہ میں بھی ملک کو علم سے قائم کہا جاوے گا یا اس زمانہ میں بھی علم کا دخل نہ مانا جاوے گا
پھر اگر یہی مان لیا جاوے کہ وہ علم نہ تھا یہ علم ہے تو اس سے کیا مطلب حاصل ہوا
ان علوم کو کسی مفتی ہندی نے خلاف شریعت بتلایا ہے جس کی وجہ سے تنزل کا الزام
فتوئ علماء ہند پر لگایا جاوے رہا یہ افسوس کہ مسلمانوں نے اللہ کی نعمتوں کی قدر نہ کی
اور بیقدری کی یہ دلیل کہ پانی سے وہ کام نہ لیا جس کے وہ شایان تھا بس پیاس میں
پی لیا وضو کیا غسل کیا طہارۃ کی مخاطب عزیز کی خوش فہمی کے اعتبار سے نہایت تعجب

تعجب خیز تقریر ہے اس سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ وضو غسل وغیرہ سے بڑھکر وہ کام ہے
جو اس سے اب لیا جارہا ہے بس اس کے متعلق اتنا دریافت کرنا ہے کہ واقع مین
یہ جدید صنعتین بہ نسبت وضو و غسل و طہارت کے زیادہ اہتمام کے لایق ہین تو حق جل وعلا
شانہ نے حضرات انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ سے ایسے کم درجہ کے فوائد تو کس اہتمام سے
تعلیم فرمائے اور ان صنائع سے ہزارون سال تک اپنے بندون کو اطلاع نہ دی اس کی
کیا وجہ ہے دوسرے یہ کہ قیامت مین بقول مخاطب عزیز کے اون لوگون سے جب
سوال بے ترکیبی کا غالبًا ہوگا جنہون نے صرف طہارۃ و غسل وغیرہ مین پانی کا استعمال
کیا تو ضرور اُن لوگون کے بڑے درجہ ہون گے جنہون نے جدید صنائع مین کام لیا گو ایک
وقت کی بھی نماز نہ پڑھی ہو گو عمر بھر جنابت و جناثت مین گذری ہو کیونکہ عمل اعلی کے
روبرو عمل ادنی کالعدم ہے تو اس بنا پر رات دن کی عبادت کرنیوالے کندۂ دوزخ
ہون گے اور فساق و فجار بلکہ کفار بھی نعوذ باللہ مقیم جنت ہونگے کیا سچ مچ کسی حساب و
کتاب کے اعتقاد رکھنے والے کا دل اس کو قبول کرتا ہے رہا یہ سوال کہ مسلمانون نے
اس طرف کیون توجہ نہ کی اس کو اصل مقصود سے کہ دعوی وجوب اتباع شریعت ہے
کچھ تعلق نہین ہے نہ آج تک کسی نے ان امور کو خلاف شریعت کہا پھر خواہ اُس کی کچھ ہی
وجہ ہو بلکہ اگر ہم سستی و کاہلی ہی کو اس کا سبب قرار دے لین جیسا کہ مقصود سوال کا
ہے تب بھی ہم کو اپنے اصلی دعوی سے کہ اتباع شریعت واجب ہے دست بردار ہونیکی
کوئی ضرورت نہین اس لئے اس مین گفتگو کرنا محض لاحاصل ہے اس کے بعد مقاصد
اسلام سے لاعلمی کا اظہار کیا ہے یہ اور زیادہ تعجب انگیز بات ہے اسلام کے احکام و مقاصد
تو اسقدر مشہور و معروف ہین کہ شاید مخالفین ہندو منکرین اسلام بھی اس کو جانتے ہون
گو کسی وجہ سے نہ مانتے ہون رہا یہ امر کہ جس چیز کی طرف مسلمانون کو بلایا جاتا ہے
وہ اس سے بہت دور نکل گئے ہین عزیز من یہ شامت مسلمانون کی ہے کہ اپنے

مالک حقیقی کے احکام سے ایسے اجنبی ہوگئے ہین تو کیا انکی حالت متغیر ہوجانے سے اسلام کو چاہیے کہ اپنی حالت متغیر کر کے لامذہبی کا نام اسلام قرار دیدے جس سے وہ مسلمانون مین ضرور شمار کئے جادین یاد رکھنا چاہیے کہ احکام اسلام کے اسقدر کافی تکمیل ہوچکی ہے کہ قیامت تک اس مین تغیر و تبدل نہین ہوسکتا جو کوئی اُس کو مانے گا نجات ہوگی نہ مانے گا خسران ابدی مین مبتلا ہوگا اگر تعلیم احکام کے لئے یہ بھی ضرور ہے کہ لوگون کی حالت سے اس کو بہت بعد نہ ہو تو پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم وجمیع انبیا علیہم السلام طوفان بے تمیزی کے زمانون مین بت پرستی کو رد کرنے کیون تشریف لائے تھے حضرت نوح علیہ السلام بنص قرآنی ساڑھے نوسو برس تک اسی دُھن مین لگے رہے اور کبھی یہ خیال نفرمایا نہ من جانب اللہ ان کو حکم ہوا کہ تم ایسی چیز کی طرف کیون بُلاتے ہو جس سے وہ کوسون دور نکل گئے ہین کفار کے نہ ماننے سے یہ نہ ہوا کہ اس کلمہ توحیدی مین تخفیف ورعایت ہوجاتی بلکہ منکرین کو عذاب طوفان مین مبتلا کیا گیا قرآن مجید کے صاف الفاظ مین یہ قصہ مذکور ہے پھر اس وقت مین اگر ایسی ہی بے تمیزی عام ہوجاوے تو کیا علما کو واجب یا جائز ہوگا کہ احکام مین تحریف کردین یا برابر اظہار حق کئے جاوین اور یہ فقرہ تو لکھا ہے کہ جو باتین ہمارے علما دین تعلیم کرتے ہین زمانہ موجود کی موافق ذلت اور خواری کے سوا کچھ نظر نہین آتا الخ اس کی نسبت اس قدر کہنا کافی ہے کہ جو کچھ وہ تعلیم کرتے ہین آیا موافق وحی کے تعلیم کرتے ہین یا اپنی رائے سے اگر کہا جاوے کہ اپنی رائے سے کرتے ہین تو محض غلط ہے اسواسطے کہ ہم دیکھتے ہین کہ وہ برابر اپنے دعوے کے لئے آیۃ و حدیث پیش کرتے ہین پھر ہم کس طرح کہین کہ اپنی رائے سے تعلیم کرتے ہین لامحالہ قائل ہونا پڑے گا کہ وہ تعلیم موافق وحی کے ہے پھر یہ اعتراض کس پر ہوا نعوذ باللہ یہ تو حضرت حق جلت عظمتہ پر اعتراض ٹھیرا کہ ایسے احکام کیون مقرر کئے جو اس زمانہ مین موجب ذلت ہین پھر اس اعتراض کا جواب تو صرف علما کے ذمہ نہین بلکہ

ہر مسلمان کے ذمہ ہے۔ اب اس کی اصلی وجہ سننا چاہئے کہ اتباع احکام سے اگر بصورت
مین ذلت وخواری ہو تو آیا اُن احکام مین کوئی فتور ہے یا کسی مخلوق کا قصور ہے
اس کے دریافت ہو جانے سے ہزارون شبہات بلکہ تمام شبہات مٹ جاوینگے
اول عزت وذلت عند الخلق کی حقیقۃ سمجھنا ضرور ہے یہ دونو صفتین موجودات حقیقیہ
مین سے نہین بلکہ موجودات اضافیہ مین سے این یعنی خلق کے علم و اعتقاد مین کسی کی
حالت کا عظیم ہونا یہ اُس صاحب حالت کی عزت ہے اور کسی حالت کا حقیر ہونا یہ اُس
صاحب حالت کی ذلت ہے اس سے معلوم ہوا کہ یہ صفتین اعتقاد وزعم خلق کے تابع ہین
یہی وجہ ہے کہ ایک شخص برہنہ میلا کچیلا ایک معتقد کی نظر مین بہت بڑا ہے اور دوسرے
کی نظر مین محض رسوا وخوار ہے جب یہ بات معلوم ہو چکی تو اب سمجھو کہ اسلامی حالت بھی
موجب اعزاز اس شخص کی نظر مین ہو سکتی ہے جو احکام اسلام کو نظر عظمت سے دیکھتا ہو
بخلاف اس شخص کے جو خود اس کو ہی ایک امر لغو وبے کار سمجھتا ہو اس کی نظر مین وہی
امر جو موجب عزت تھا موجب ذلت ہو گا۔ تو اس مین احکام کا کیا قصور ہوا غلط بینی
اس شخص کی ہوئی جو اپنے عقیدہ مین اس کو موجب حقارت سمجھتا ہے۔ اب انصاف
کرنا چاہئے کہ اگر کسی کا اعتقاد یقینا غلط ہو اور وہ اس لئے اتباع احکام کو موجب ذلت
سمجھتا ہے تو کیا اس کے اعتقاد غلط کا اتباع کر کے اُس امر کو چھوڑ دیا جاوے گا یا خود
اُس شخص کو غلط کار سمجھکر اُس امر حق پر استقامت واستقلال سے قائم رہا جاوے گا
سو اگر ایک شخص نے رشوۃ کو بُرا سمجھا اور سود کو بُرا سمجھا ناجائز نوکری کو بُرا سمجھا اور گھاس
کھود کر اپنا پیٹ پالا اس نے عقل کی رو سے کیا بُرائی کی پھر اس حالت کو حقیر سمجھنے سے
کیا اُس کو حقتعالی کی مخالفت کر کے اللہ تعالی کی نظر مین ذلیل بن جانا چاہیئے۔
اندلس مین ایک زمانہ گذرا ہے کہ خود مسلمان رہنا ذلت کی بات تھی اور بدون عیسائیت
کے ہرگز آبرو وجان محفوظ نہین رہ سکتی تھی تو اب اس مقدمہ خاص مین کیا اُن لوگون پر

الزام ہوگا جنہون نے اسلام پر قائم رہ کر آبرو اور ایمان جان سب قربان کر دی
یا اُن ظالمون کا قصور قرار دیا جاوے گا جنہون نے اس عزیز حالت کو موجب
ذلت وغضب قرار دیا کیا حضرات انبیاء علیہم السلام کی ساتھ کفار نے کوئی دقیقہ نعوذ باللہ
ایذا و اہانت کا اُٹھا رکھا کیا کھلم کھلا گالیان نہین دین کیا ان کو سنگبار نہین کیا پھر
اُنھون نے ان ہی بہشت اور حورون کی توقع مین اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی تحصیل
کے لئے کیون اس ذلت واذیت کو گوارا کیا افسوس ایسی موٹی بات مین فہیم لوگ
غور نہین کرتے اور اگر قلتِ مال کا نام ذلت ہے تو چاہیئے دنیا مین چور و قزاق جو بڑے
مالدار ہین نہایت معزز قرار دیے جاوین اور ان حرام ذرائع کی نسبت جس مین آمدنی
بالکل محدود ہے اس چوری و قزاقی کو ترجیح دی جاوے چوری و قزاقی اسی لئے موجب
ذلت ہے کہ قانونی جرم ہے پھر اگر قانونِ الٰہی کے اعتبار سے کوئی چیز جرم ہو تو اس کو
کیون موجب اعزاز قرار دیا جاتا ہے اچھا اعزاز بھی ہوا لیکن بعد مرگ جب کشاکشی ہوگی
تو کیا یہ دلایل اس وقت مقبول و مسموع ہون گے بس بات ہے کہ کسی کو یہان ذلت
وہان عزت کسی کو یہان عزت وہان ذلت اب اس مین ہر معتقد آخرت فیصلہ کر کے
ترجیح دے سکتا ہے اور یہ کہنا کہ جس طریقہ سے علماء بتلاتے ہین۔ دینا بقدرہ ضرورۃ
بھی حاصل نہین ہوتی بالکل غلط ہے اور اُس کے ثبوت کے لئے جو مثال فرض کی
ہے کہ ایک شخص کو عالم بنایا اب وہ کیا کرے الخ سو اول تو یہ کہتا کون ہے کہ ہر شخص کو
عالم اصطلاحی بنایا جاوے اہل تحقیق تو یون کہتے ہین کہ جس شخص کو اطمینان قلب میسر ہو
خواہ کسی ذریعہ ظاہری سے خواہ توۃ توکل سے وہ علم دین مین تکمیل کرے اور عمر بھر خدمت
دین مین مصروف رہے اُس کے حق مین تو یہ سوال ہی نہین ہو سکتا کہ وہ کیا کرے
رہ گئے بے اطمینان و حریص و طماع لوگ اُن کو چاہیئے کہ بقدر ضرورۃ احکام دینیہ یاد کر کے
اپنی معاش مین مشغول ہون اور وقتاً فوقتاً اہل علم سے اپنے واقعات و ضروریات کے

ف ۸

متعلق تحقیق وتفتیش کرتے ہین اُن کے حق مین یہ سوال معقول ہے کہ کون سا کام کرین
سو یہ تو دل کھولکر باواز بلند کہا جاوے گا کہ حرام کام نکرین پھر مباح کام مین لوہاری وبڑھئی
اور تار برقی اور ریل سب کام برابر ہین اس کو کس نے منع کیا ہے اگر کوئی شخص ان صنائع
کی تعلیم کا اہتمام کرے بڑی خوشی کی بات ہے مگر ان سب کامون کے لئے چاہیئے
روپیہ جو اصلاح چاہتے ہین وہ بے زر ہین جو زردار ہین اُن کو بجز اس کے کہ مسلمانون کو
وحشی اور بدتہذیب بتلائین اور اُن کی وحشت اور بدتہذیبی کا علاج دہریت کو بتلائین
اور کچھ آتا نہین خیر بہرحال خواہ اس کا اہتمام کیا جاوے یا نہ کیا جاوے یہ خلاف شرع
کسی کے نزدیک نہین۔ اُسکے بعد مدارس اسلامیہ پر اعتراض ہے کہ ہمارا یہ کام
نہین جو آیا پڑھا دیا بلکہ وہ مفید طرز اختیار کرین جس سے ہمارے بھائیون کو نفع پہنچے
یہ تشریح نکی گئی کہ اس سے نفع دنیوی مراد ہے یا نفع دینی اور دنیوی نفع مراد ہے تو کیا
صرف اُسی کا حاصل کرلینا کافی ہے اور کیا نفع دین کی احتیاج نہین ہے اور اگر نفع دینی مراد ہے
تو کیا اس کے لئے تعلیم علوم دینیہ کی حاجت نہین اور کیا مدارس سے یہ نفع حاصل نہین ہوتا
یہ مین نہین کہتا کہ اگر سو طالب علم پڑھتے ہین تو ہر شخص ان مین سے ابوحنیفہ وغزالی
بنجاتا ہے مگر یہ بھی ضروری بات ہے کہ بہت سے ان مین کام کے بھی ہوتے ہین جن سے
ہزارون کو نفع پہنچتا ہے جس شخص نے تفصیلاً مدارس وفضلاء فارغین کا مشاہدہ کیا ہے
اُس کے نظر مین یہ امر محسوس ہے اور نہ مین یہ کہتا ہون کہ اُس مین کوئی اصلاح کی
ضرورة نہین بہت سی اصلاحون کی ضرورة ہے۔ لیکن اگر سستی یا قلت سرمایہ سے یا اور
کسی وجہ سے اُس اصلاح مین توقف ہو تو کیا جتنا کام ہو رہا ہے اس کو بھی موقوف
کردیا جائے پھر اگر ہمت کرکے کوئی یہی کہدے کہ ہان موقوف کردیا جاوے تو اُس سے
یہ پوچھا جاوے گا کہ پھر علوم دینیہ کا بقا ضروری ہے یا نہین اگر کہا جاوے کہ کچھ ضروری
نہین ایسے شخص سے تو خطاب ہی لاحاصل ہے اُس کو بجائے اس کے کہ ضرورت علم

دین کی اُس کی روبرو ثابت کی جاوے تجدید اسلام کا مشورہ دیا جاوے گا اور اگر ضروری ہے تو اس سلسلہ کے بقار کا پھر کیا طریقہ ہے ظاہر ہے کہ بجز تعلیم وتعلم کے اور کوئی طریقہ نہین پھر مدارس عربیہ مین جسقدر ہو رہا ہے ثابت ہوا کہ وہ غنیمت ہے اس کو بیکار وہی شخص سمجھ سکتا ہے جس کو اپنے افعال واقوال کی نسبت یہ فکر نہ ہو کہ آیا یہ سب مرضی حق تعالیٰ کے موافق ہین یا مخالف جب یہ فکر ہوگی اس کی تفتیش کے درپے ہوگا اور تفتیش کے بعد ان لوگون سے پتہ لگے گا جو پھٹی لنگی اور پیوند زدہ کرتہ پہنے ایک گھنٹہ چٹائی پر ایک بوسیدہ کتاب کے مطالعہ مین مشغول ہین جب روز روز اُس سے مشکلات حل ہون گے جب سمجھ مین آوے گا کہ یہ جماعت کس کام کی ہے اور اس کام کی کتنی ضرورت ہے اور وہ ان ہی بے نظم مدارس سے چل رہا ہے اور جس کو اسکی ضرورت نہ ہو واقعی اُس کے نزدیک یہ سب قصہ مہمل ہے اور آگے جو قصہ ایک محدث گذار و معتقد علمار کا لکھا ہے کہ وہ ضروری مسائل سے ناواقف تھا سو اس مین علمار کا کیا قصور ہے یہ اُس شخص کی بے توجہی ہے کہ اُس نے کبھی کسی سے نہ پوچھا اور بے پوچھے علمار کس کس چیز کو بتلاتے پھرین ان کی مثال طبیب کی سی ہے کہ کسی مریض نے کچھ شکایت کی قارورہ ونبض دیکھکر نسخہ لکھدیا۔ ضروری کام تو اُن کے ذمہ اسی قدر ہے البتہ بعض ایسے عالی ہمت بھی ہین کہ مسلمانون کی حالت کی خود نگرانی کرکے ضروریات سے اطلاع دیتے ہین اس کا طریق وعظ گوئی ہے سو دکاندار واعظین تو کسی شمار وقطار مین نہین محض جاہل ہین ان مین جو خیر خواہ وہمدرد واعظ ہین ان کے ساتھ حکام ورعایا کی طرف سے جو معاملہ ہوتا ہے بجز انبیار واولیار کے اُس کا کوئی متحمل نہین ہوسکتا اب کس برتے پر وعظ کہین سوائے اس کے کہ ایک گوشہ مین بیٹھ جاوین اور جو اُن سے دریافت کرے جواب دیدین اور بیٹھے بٹھلائے خطرہ مین پڑنا ہر شخص کی ہمت نہین نہ عقلاً ونقلاً کوئی اس کا مکلف ہے اس کے بعد

علماء کی حالت کو اصلاح کی قابل بتلایا ہے مین اس کا بھی انکار نہین کرتا لیکن اگر شامت
اعمال سے کسی عالم نے اپنی حالت درست نہ کی تو ان کا یہ کہنا تو غلط نہین ہو سکتا کہ اتباع
شریعت واجب ہے ان کے اس قول پر تو عمل کرنا ضرور ہوگا غایۃ مافی الباب یہ
کہ اُن سے بھی کہا جاوے گا کہ تم کیون نہین عمل کرتے یہ کیا وجہ کہ اُن کی درستی کا انتظام
کیا جاوے اور اس کے بعد اپنی درستی کا وعدہ کیا جاوے اپنی درستی کے لئے تو اُن کا
قول کافی ہے اور اگر فعل ہی کی ضرورت ہے تو کیا تمام علماء کے افعال نادرست مین
پھر اُن کی تقلید کیون نہین کیجاتی جب درستی کا ارادہ نہین ہوتا ہزارون حیلے نکل آتے
ہین اور جازم درستی کے لئے ہر وقت درستی ممکن ہے اس کے بعد ترمیم نصاب تعلیم کو سند کے
طور پر لائے ہین کہ زمانہ کے بدل جانے سے احکام بدل جاتے ہین اور اس سے کوٹ
پتلون کا جواز ثابت کرنا چاہا ہے عزیزمن تمام امور دو قسم پر ہین مقاصد اور ذرائع مقاصد
جو شریعت نے مقرر کر دیے ہین آسمان بدلجائے زمین بدل جائے مگر وہ نہین بدلتے
اور زمانہ کے بدلنے سے تو وہ کیا بدلین گے ان احکام کا بدلنے والا ملحد و زندیق ہوتا ہے
رہ گئے ذرائع وہ اصل ہین اُن مقاصد کی تحصیل کے لئے ہوتے ہین سو ممکن ہے ایک زمانہ مین
ایک مقصود کسی خاص طریقہ سے حاصل ہوتا ہو اُس زمانہ مین وہ طریق مطلوب ہوگا دوسرے
زمانہ مین وہ مقصود دوسرے طریق سے حاصل ہونے لگا اس لئے طریق اول کو چھوڑ کر
دوسرا طریق اختیار کیا بشرطیکہ دوسرا طریق کسی نص سے ممنوع الاستعمال نہ ہو اس کی
مثال یہ ہے کہ حج مقصود ہے اور ہوائی جہاز مین سفر کرنا اس کا طریق اب حج مین تو کسی مصلحت
سے تغیر نہین ہو سکتا مثلاً حج ماہ ذی حجہ مین ہوتا ہے کسی شخص کو محرم مین فرصت
ہوتی ہے اُس کے لئے محرم مین جائز ہو جاوے یہ ناممکن ہے اور طریق مین تغیر ہو سکتا
ہے مثلاً بجائے ہوائی جہاز کے اب دخانی جہاز چلنے لگا اب پہلا طریق ترک کرکے
دوسرا اختیار کرنا جائز ہے جب یہ قاعدہ سمجھ مین آگیا تو سمجھنا چاہیے کہ تحصیل علم دین مقصود ہے

اور نصاب خاص اس کا آلہ اور ذریعہ کسب حلال مقصود ہے حرفت اور صنعت اُس کا آلہ سو زمانہ کے بدلنے سے اگر نصاب تعلیم بدل دیا جانا جائز ہو تو اُس سے مقاصد کی تبدیل کا جواز لازم نہین آتا اور حرمت تشبہ بالکفار مقاصد شرعیہ مین سے ہے قرآن حدیث مین یہ مسئلہ مذکور ہے سو جب تک کسی امر مین تشبہ رہے گا وہ کسی زمانہ کے بدلنے سے نہین بدل سکتا البتہ اگر کسی وقت مین کسی وجہ سے وہ تشبہ ہی نہ رہے تو اب بوجہ اس کے کہ قانون تشبہ سے خارج ہو گیا مباح ہو گا۔ تو باوجود اس تفاوت کے کوٹ پتلون کو نصاب تعلیم پر کس طرح قیاس کرنا صحیح ہے اور وہ کونسی بات ہو گی جس کو علمار دس برس پہلے حرام بتلاتے تھے اور اب اُس کے جواز پر فتوے دیے جاتے ہین اگر وہ ذرائع مین سے ہے تو اُس کی تبدیل کا قاعدہ ابھی معلوم ہو چکا ہے اور اگر وہ مقاصد مین سے ہے تو اُس مین ایسی تبدیل کوئی نہین کر سکتا اور اگر کسی نے ایسا کیا ہو اس کی غلطی ہے کسی کی غلطی سے قواعد شرعیہ نہین بدل سکتے عجب نہین کہ تعلیم انگریزی اس سے مراد ہو تو جان لینا چاہیے کہ اس کو جس نے ممنوع کہا تھا یا اب بھی کہہ رہا ہے نہ صرف زبان کی وجہ سے بلکہ جو مفاسد اس کے ساتھ فی الحال مقرون ہوتے ہین یا آئندہ چلکر ہو جاتے ہین سو واقع مین اُن مفاسد کو حرام کہنا مقصود ہے سو وہ اب کون عالم ہو گا جس نے اُن مفاسد کے جواز پر فتوی دیدیا ہو گا اس کے بعد علمار پر گوشہ نشینی کا الزام لگایا عزیز من آپ کو خبر نہین جس پیغمبر (روحی فداہ) کا ہم کلمہ پڑھ رہے ہین اور آپ کی تصدیق و محبت کو جزو ایمان سمجھتے ہین اور واقع مین یہی ہے آپ نے اس زمانہ کی علامات بیان فرماکر بڑی تاکید اور زور سے مشورہ دیا ہے کہ گوشہ مین پڑ کر بلکہ جنگل مین کسی درخت کی جڑ دانت سے پکڑ کر اپنی جان دیدو اور فرمایا ہے کہ وہ ایسا زمانہ ہو گا جس مین صبح کو مسلمان شام کو کافر اور صبح کو کافر شام کو مسلمان یہ حال ہو جاوے گا اور فرمایا کہ جب تم دیکھو کہ ہر شخص اپنی حرص کی اطاعت کرتا ہے اور خواہش نفسانی کی پیروی کرتا ہے اور دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتا ہے اور ہر شخص

اپنی راے کو پسند کرتا ہے۔ تو بس تم اُس وقت اپنا دین سنبھالو اور عوام سے تعرض مت کرو
عزیز من ان علامات سے ہر شخص سمجھ سکتا ہے کہ وہ زمانہ یہی ہے پھر علمار نے کیا برا کیا
جو گوشہ اختیار کیا جو لوگ گوشون سے نکل نکل ان فتنون مین گھستے ہین اگر اللہ تعالیٰ
نے اُن کو قوۃ ولایت عنایت فرمائی ہے تب تو خیر و سلامت رہتے ہین ورنہ اکثر لوگ
دوسرون کی اصلاح مین خود بگڑ جاتے ہین جس طرح کوئی جلتی آگ مین کو دے کہ دوسرون کو
نکالون گا کچھ تعجب نہین کہ خود ہی جلجاوے اور بڑی وجہ اس کی یہی ہے کہ جن کی اصلاح
کرتا ہے وہ خود اپنی اصلاح نہین چاہتے۔ اس واسطے اود ہر اثر نہین ہوتا اور یہ شخص
بعض اوقات بامید اصلاح اُن کی ساتھ مداہنت و نرمی سے پیش آتا ہے اور اُن کے
اقوال وافعال پر چشم پوشی کرتا ہے شدہ شدہ خود اُس کا دل ظلمانی ہو جاتا ہے چنانچہ
بارہا اس کا مشاہدہ ہوتا ہے بس جس حالت مین دنیا پرستون کی یہ کیفیت ہے کہ علمار کو
اپنے رنگ مین ملانا چاہتے ہین اور خود اُن کے رنگ مین نہین آنا چاہتے تو بتلاؤ کہ عبث
تضییع اوقات و آوارہ گردی سے کیا نفع بس اپنا ہی دین بچ جاوے تو غنیمت ہے
البتہ جو شخص خود درخواست اصلاح کی کرے اُس کی اصلاح کے لئے سب حاضر ہین جب تک
توقع اصلاح کی باقی رہے اور جب مایوسی ہو جاوے اُس وقت بجائے وعظ و نصیحت کے
حق تعالیٰ سے دعا و التجا ہدایت کی کیجاتی ہے۔ اس کے بعد فسا تین اجزار دین کے لکھے
ہین عقائد و عبادات و معاملات اور دو چیزین رہ گئی ہین آداب معاشرۃ و اصلاح نفس
خیر یہ سب چیزین واقع مین اجزائے دین ہین مگر اس کے بعد جو لکھا ہے کہ اعتقادات کا
کوئی نصاب نہین خدا جانے اعتقادات کے کیا معنی سمجھے ہین جو اس کے نصاب کی
نفی کردی اعتقادات چند و معدود چیزون کی تصدیق کا نام ہے تو وہ سب چیزین مفصل
طور پر جداگانہ کتب مین مدوّن و مجتمع ہین اور ہر دعوے پر دلائل قائم ہین یہ خود مستقل علم ہے
عبادات و معاملات کے تابع نہین جیسا مخاطب عزیز نے لکھا ہے غرض یہ جزو فہرست

اجزاء سے نہ گھٹ سکا جس سے دینیات کا انحصار ثابت کرنا مقصود تھا بلکہ یہ جزو
سب اجزاء سے بڑھکر مہتم بالشان ہے اور اس مین بڑے بڑے عقلاء کو لغزشین
ہوئی ہین اور اسی جزو کے اندر اختلاف بیجا کرنے سے بہتر فرقے گمراہ پیدا ہوگئے جن مین سے
اس وقت ہندوستان مین معتزلیون کی ترقی ہے اور اکثر تصانیف ولکچر اسی مذہب اعتزال سے
ملو و مشحون ہین جن سے ہزارون تباہ ہوتے چلے جاتے ہین بھلا اتنی بڑی چیز کو کس طرح نظر
انداز کیا جاسکتا ہے دوسرا حصہ عبادات کا ہے جس مین آگے کلام آتا ہے یہ بھی بہت بڑا
حصہ ہے تیسرا حصہ معاملات کا ہے اس کو مخاطب عزیز نے تابع سلطنت قرار دیکر
اس کی بھی صفائی کردی جس سے معلوم ہوتا ہے کہ ملات کے جزو دین ہونے کے معنے نہین
سمجھے معاملات کا واقع ہونا جزو دین نہین بلکہ واقع ہونیکے وقت صحیح و مطابق قواعد شرع کے
ہونا یہ جزو دین ہے اس مین سلطنت ہو یا نہ ہو جب کوئی معاملہ مطابق شرع کے ہوگا صحیح
ہوگا اگر مخالف ہوگا فاسد ہوگا یہ دونو شرعی مسئلہ ہر حال مین صحیح ہین اس مین سلطنت و مسکنت
دونو مساوی ہین آگے جو لکھا ہے کہ زنا سے سنگسار نہین ہوتے چوری سے ہاتھ
نہین کٹتے اس سے یہ کہان لازم آیا کہ معاملات خارج دین ہوگئے یا جو کچھ اب ہو رہا ہے
یہ سب جائز ہے اس کا جو حکم شرعی تھا کہ رجم و قطع ید واجب ہے وہ اب بھی بحالہ محفوظ
ہے خواہ قدرت نہ ہونیکی وجہ سے اسپر مسلمان عمل نکرسکین اس مین عاصی ہون یا معذور
ہون یہ دوسری بحث ہے اس سے علم معاملات کا واجب التحصیل نہ ہونا کس طرح
لازم آیا علم دین کی تکمیل کے لئے تو اب بھی اس کے مسائل کا معلوم کرنا واجب و فرض ہے
اگر یہ شبہ ہو کہ پھر اس کا نفع کیا سو نفع اسکا یہ ہے کہ اللہ تعالی کے احکام کا علم صحیح ہوجائے
یہ نہ سمجھے کہ اس مین سزاے جرمانہ وجیل کافی ہے اس کے بعد جو صورت فرض کی ہے
وہ ذرا نازک ہے مگر اس مین بھی مین کلام کرنا چاہتا ہون زنا کی نالش ایک دعوی ہے
اور عند الحاکم اس دعوی کے لیئے گواہ کی ضرورت ہے اور گواہ ہونے چاہیئن چار اور جو

اُس کی شرائط کتب دینیہ مین مذکور ہین وہ سب مجتمع ہونا چاہئے پھر خود اس کے
صریح طور پر دیکھنے سے بھی احکام کا فرق ہوجاتا ہے اور اُس عورت کی زوجہ وخواہر ومادر
ہونے کے اعتبار سے بھی اختلاف احکام ہوجاتا ہے مین سب کی تفصیل لکھتا مگر بخوف
تطویل سب کو حذف کرکے اتنا لکھنا کافی سمجھتا ہون کہ فی الواقع جن صورتون مین شریعت
نے دعوی کی اجازت نہین دی دعوی کرنا حرام اور سخت معصیت ہے اور اگر دعوی کیا
بلاشک یہ شخص معین ہوگا حکم مخالف شرع کا رہا یہ شبہ کہ پھر کیا کرے کیا خاموش ہوکر
بیٹھ رہے مین پوچھتا ہون کہ اگر بالفرض اس کو کوئی گواہ معاینہ کا میسر نہ ہو اور کوئی
شخص جھوٹی گواہی پر رضامند نہ ہو تو اس وقت مین پوچھتا ہون کہ یہ شخص کیا کرے جو اس
سوال کا جواب ہے وہی عزیز مخاطب کے سوال کا جواب ہے اور جس صورت مین
دعوی کرنا جائز ہو بیشک دعوی کرے رہا یہ امر کہ حکم قانونی خلاف حکم شرع ہے اور یہ شخص
اس کا معین ہے سو جو سزا اُس مین قانوناً ہے وہ شرعاً تعزیر ہے اور جو سزاے شرعی
ہے وہ حد ہے اور تعزیر بہ نسبت حد کے خفیف ہے سو جو شخص اس مجبوری سے کہ
اس کا پورا حق نہ ملے گا اپنا پورا حق چھوڑ کر جزو حق کا دعوی کرے اور وہ اس کو دیا جاوے
تو اس مدعی کو کیون گناہ ہوگا اس نے کون سی مخالفت شریعت کی کی جس شخص کے
ہزار روپے کسی کے ذمہ واجب ہون مگر پانسو کی تو میعاد گذر گئی اس لئے اس کے وصول
سے مایوسی ہے پانسو تازہ قرض تھا اُس کی ڈگری ہوگئی تو اس صورت مین حاکم پر
جو کچھ بھی الزام ہو مگر اس شخص پر کوئی معصیت نہین نہ اس نے کوئی مخالفت شرع کی کی
نہ مخالفت کی اعانت کی مگر قطع نظر ان سب امور کے یہ علم دینیات سے خارج کیون کردیا
جاوے اگر تمام جہان بدپرہیزی کرنے لگے تو علم طب کا ایک حصہ اس بنا پر خارج کردینا
چاہئے کہ اس کے موافق کوئی عمل تو کرتا نہین پھر کیا فائدہ رہا یہ سوال کہ طالب علمون کو
ان جرائم کی سزاے شرعی پڑھانی کیا فائدہ اس کا ایک فائدہ تو اوپر ذکر کرچکا ہون دوسرا

فائدہ یہ ہے کہ بدون تعلم وتعلیم کے بقاء علم ممکن نہین اگر یہ سلسلہ منقطع ہوجاوے
تو قطعًا اس جزو دین کا علم مفقود ہوجاوے پھر اگر کسی وقت اس کی ضرورت پڑے تو
بتلانے والے کہان سے آئین گے اور اگر ایسا ہی حذف کرنا ہے تو سب سے اول قرآن مجید
مین انحصار کرنا چاہیے کہ سب علوم کی جڑ وہی ہے کیونکہ جب ان احکام پر عمل نہین ہوتا
تو پھر اُن آیات سے کیا فائدہ پھر خدانخواستہ اگر کسی موقع پر نماز دروزہ سے ممانعت ہوجاوے
تو وہ آیتین بھی کم کردی جاوین کہ یہ سب بے فائدہ ہین پھر نعوذ باللہ اگر مسلمان رہنے کی
اجازت نہ رہے تو وہ آیتین بھی نکال دی جاوین کہ یہ بھی بے فائدہ ہے غرض اس طرح
تو سارا اسلام اور قرآن سب بیکار ٹھیرتا ہے الٰہی توبہ اس کے بعد جو تنگ ہوکر مسلمانون
کو دعاے خیر دی ہے کہ اللہ میان اس جہان سے ان کو اٹھالین تو اُن کی
نجات ہو عزیز من آپ نے تو یہ طعن سے لکھا ہے مگر اتفاقی بات ہے کہ قلم سے
سچا مضمون نکل گیا واقع مین اس وقت اسلام خالص پر قائم رہنا اسقدر مشکل ہے
جیسا ہمارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ایسے زمانہ مین
اسلام پر قائم رہنا اسقدر دشوار ہوگا جیسے چنگاری کو مٹھی کے اندر بند کرنا اور اسی لیے
ارشاد فرمایا ہے کہ ایسے آشوب کے زمانہ مین جو شخص دین پر عمل کرے گا اس کو پچاس
صحابی کے برابر اجر ملے گا اور اس مین یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ آج وہ زمانہ ہے کہ ظاہر
زمین بطن زمین سے بہتر ہے یعنی حیات اور ایک وہ وقت آوے گا کہ بطن زمین
ظاہر زمین سے بہتر ہوگا یعنی موت کوئی شک نہین اس فتنہ کے زمانہ مین اگر کوئی شخص
اپنا دین لب گور تک سلامت لیجاوے اُس نے بڑا کام کیا یا الٰہی مد دفرما ئیو ایمان پر
خاتمہ کیجو اس کے بعد چھوٹے معاملات کو اردو کی کتابون مین عقیدہ اور عبادت کے
باب کو نہایت مختصر کیا گیا ہے جس طرح مخاطب عزیز نے علماء پر بیخبری واقعات دنیا کا
حکم لگایا ہے اس مضمون سے مخاطب عزیز پر بیخبری واقعات دینیہ کا حکم لگایا جاتا ہے

عزیز من دین پر عمل کرنے والون کو عبادات و معاملات مین جو نئی نئی صورتین روزانہ پیش آتی ہین اُن کا احصار و شمار کرنے کا قصد کیا جاوے ممکن نہین اور ہر صورۃ کے متعلق جداگانہ حکم جب صورتین خارج از شمار ہین تو اُن کے احکام اس قدر مختصر کیونکر ہو سکتے ہین اسکی تصدیق کے لئے ایک ہفتہ یا ایک ماہ کسی فتوی نویس عالم کے خطوط کو دیکھا جاوے ممکن ہے کہ اُس مین بعضے فضول سوال بھی ہون اُن کو منہا کر کے ضروری سوالات جو روزمرہ پیش آتے ہین منتخب کر کے اُن ہی اردو کی کتابون اور قرآن مجید کے رکوع صوم مین اُن کے احکام ڈھونڈے جاوین تب اس دعوی کی صحت یا غلطی معلوم ہو اور یون بلا تجربہ و مشاہدہ جو کچھ کہا جاوے قابل التفات نہین آن عزیز نے دس برس پر تعجب کیا جس کا نام کمال علم دین ہے وہ تو پچاس برس مین بھی خاطر خواہ میسر نہین ہوتا میری اسقدر عمر اس خدمت مین گذری ہے مگر ابتک یہ مسئلہ مجھکو معلوم نہین اور نہ کسی کتاب مین ابتک مجھکو ملا اور روزمرہ واقع ہوتا ہے کہ مسافر امام کے سلام کے بعد جب مقتدی کھڑا ہو کر نماز پوری کرے تو یہ تو معلوم ہے کہ فاتحہ نہین پڑھتا مگر قومہ مین سمع اللہ لمن حمدہ یا ربنا لک الحمد کہے یا نہ کہے بھلا کسی اردو کی کتاب یا قرآن مجید کے کسی رکوع مین سے یہ مسئلہ نکال تو دیا جاوے اور اگر راے سے جواب دیا جاوے تو ہر شخص کی راے معتبر نہین جس شخص نے تمام اصول و فروع و دلائل و نظائر کو احاطہ کیا ہو اسی کی رائے بھی قابل اعتبار ہو سکتی ہے سو یہ احاطہ سالہا سال مین جا کر نصیب ہوتا ہے اب بتلاؤ کہ دس برس زائد ہین یا کم اس کے بعد جو مسجد کا رستہ لینے والون پر عیب لگایا ہے سو جس نے مسجد تحصیل مال کے لئے سنبھالی بہت برا کیا شریعت اُس کو بھی لتاڑتی ہے اور اگر عبادت و علم کے لئے ایسا کیا اور رزق کو اللہ تعالی کے ذمہ سمجھا تو کیا برائی کی حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے بعد نبوۃ اگر مسجد نشینی نہین کی تو کیا کیا اور صحابہ سے ہدایا و تحائف کیا قبول نہین فرمائے

اور کیا آپ کو قرآن مجید مین یہ نہین فرمایا وامر اھلک بالصلوٰۃ واصطبر علیھا لانسئلک رزقا نحن نرزقک الآیۃ پھر اس مین عیب کیا ہوا ساری بات یہ ہے کہ جو شخص ظاہرًا ٹیپ ٹاپ سے رہتا ہے اس کے عیوب بہی موجب تحقیر نہین ہوتے اور جو شخص سکنت غربت سے رہتا ہے اُس کے ہنر بھی باعث تذلیل ہوتے ہین قسم دیگر پوچھتا ہون کہ مسجد نشینون کے فتوحات جو منجانب اللہ عنایت ہوتے ہین جس قدر لوگون کی نظر مین حقیر و ذلیل ہین کیا کسی بڑے عہدہ دار کی رشوت کی کمائی اس قدر نظر مین حقیر اور ذلیل ہے ہر گز نہین اور یہی وجہ ہے کہ اہل ثروت کا کفر وفسق نظر مین نہین چبہتا اور غریب مسلمانون کی دینداری و اطاعت خداوندی بیقدری کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہے انا للہ اس کے بعد کوٹ پتلون کی حکایت مذکور ہے اور ٹوپی کی تبدیل کو قومی لباس بنجانے کے لئے کافی کہا گیا ہے۔ جس سے سخت حیرت ہے اگر کوئی شخص زنانہ پائجامہ زنانہ کرتہ زنانہ ڈوپٹہ پہنے مگر سر پر امتیاز کے لئے ٹوپی بھی اوڑہ لے کیا کوئی عاقل اس شخص کے لباس کو صرف ٹوپی کی وجہ سے مردانہ لباس کہہ سکتا ہے بلکہ اگر تمام تر لباس مردانہ ہو مگر ایک کپڑا صرف زنانہ ہو جب بھی لوگ اس کو ہنسین گے حالانکہ غالب حصہ مردانہ لباس ہے پھر اس کے عکس مین تو کیا ہونا چاہئے اور یہ جو پیشین گوئی کی ہے کہ دس برس کے بعد منکرین کو بھی پہننا پڑے گا سو اول تو بلا دلیل پیشین گوئی مقبول نہین پھر اگر خدانخواستہ ایسا ہی ہوا تو اسوقت یون کہو کہ یہ لباس بہت عام ہو گا اور جو خصوصیت غیر اقوام کے ساتھ اس لباس کو ہے جس خصوصیت کی وجہ سے تشبہ کا حکم کیا جاتا ہے یہ خصوصیت جاتی رہے گی جب خصوصیت گئی تو تشبہ بھی گیا پھر اگر مانع بھی پہننے لگے تو حرج کیا ہو گا لیکن جب تک خصوصیت باقی ہے اور تشبہ حاصل ہے حکم شرعی کس طرح اس پر متوجہ نہ ہو گا اس کے بعد سواری مین اس لباس کی ضرورت لکھی ہے سو مین اگر گھوڑے کی سواری جانتا تب تو اس کا عملی جواب دیتا مگر افسوس کہ

اب اس سے قاصر ہون لیکن اب بھی کئی شافی جواب رکھتا ہون اول آن عزیز مدقے
گھوڑے پر خوب سوار ہوتے ہین دوم بہت لوگ اسپ ار دیکھے جو پچاس پچاس میل کا
دورہ کرتے تھے مگر یہ لباس ان کے پاس نہین دیکھا وہ کیونکر سوار ہوتے ہین سوم اگر
یہ ہندوستانی کپڑا سواری مین جلد پھٹ جاتا ہے تو خدا کا فضل ہے ایک پائجامہ کی جگہ
چار پائجامہ بنا لئے جاوین چہارم اگر اُسی کپڑے کا پائجامہ بنایا جاوے تو یہ بھی ممکن ہے
کہ بشکل پاجامہ ہندوستانی کے بنایا جاوے ٹخنے بھی کھلے رہین پتلون بنانیکی کیا حاجت ہے
پنجم اگر مان بھی لیا جاوے کہ بدون اس کے سواری مین تکلیف ہوتی ہے تو غایت سے
غایت صرف ایک چیز کی ضرورت ثابت ہوئی بشرطیکہ ٹخنا ضرور کہلا ہو وہ بھی ایک خاص
وقت مین اس کے علاوہ جو بہت سی چیزین خلاف شرع کمرہ مین موجود ہین چنانچہ تصویر
و باجہ وغیرہ اس کی کون ضرورت ہے اسی طرح غیر وقت سواری مین اس لباس کی کیا حاجت
ہے کیا یہ ممکن نہین کہ گشت سے فارغ ہو کر اس کو نکال دیا جاوے اور پہننے کے وقت
مین بھی اس کی کراہت و نفرت دل مین رکھی جاوے اس طرح ضرورت بھی رفع ہو گئی اور
زیادہ مخالفت بھی شریعت کی نہ ہوئی اس لئے کہ الضرورات تبیح المحظورات خود مسئلہ
شرعیہ ہے مگر اس کے ساتھ الضروری یتقدر بقدر الضرورۃ بھی حکم ہے یعنی ضرورۃ سے
جس چیز کی اجازت ہوئی ہے وہ حد ضرورت تک جائز ہوگی مثلاً ضرورت مبحوث فیہا مین
اگر صرف پتلون سے ضرورۃ رفع ہو جاوے تو کوٹ جائز نہو گا جب صرف سواری کے وقت
احتیاج ہے غیر وقت مین جائز نہو گا جب صرف استعمال بدنی کی حاجت ہے دل سے
اس کو پسند کرنا جائز نہو گا دوائی تلخ جو بضرورت استعمال کیجاتی ہے کیا اس سے کوئی دل سے
خوش ہوتا ہے اگر وہ مکروہ طبعی ہے تو یہ مکروہ شرعی ہے پھر اس مین کراہت و نفرت نہ ہونے کی
کیا وجہ اس طرح اگر استعمال ہو تو اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ عفو ہو جاوے اور اس مین بھی
بدون اس بات کے کہے رہا جاتا نہین کہ اگر حاکم ضلع بالمشافہہ کسی خاص شخص کو بُلا کر قطعاً

کوٹ پتون سے ممانعت کردے اس وقت یہ عذر جو بمقابلہ حکم شرعی کے پیش کئے ہین
حاکم مذکور کے روبرو پیش کرنے کی مجال ہوسکتی ہے بہلا حاکم حقیقی کے احکام کو اقل درجہ
حاکم مجازی کے برابر تو سمجہنا چاہئے اس کے بعد جمع بین الصلوتین کا مسئلہ ذکر کیا ہے عزیز من
اسی لئے علماء کوشش کرتے ہین کہ دینیات کا علم کافی ہونا ضرور ہے ورنہ علم ناتمام سے
خودرائی کا نتیجہ پیدا ہوتا ہے کہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ تو تحقیق کرنا چاہئے کون
موقع پر فتوی دیا ہے اور وہ موقع آن عزیز کو پیش آتا ہے یا نہین بتلاؤ یہ قیاس اور رائے
محض نہین تو کیا ہے افسوس ہے کہ کسی حاکم کے قانون مین بلا تحقیق اس طرح یون ہی
اٹکل قیاس کر کے کوئی عمل کرسکتا ہے کوئی لفظ بھی مشتبہ ہوتا ہے تو اُس کو جگہ جگہ
دکھلاتے پھرتے ہین کہ اس کا کیا مطلب ہے اور اگر ہر جگہ جدا مطلب معلوم ہو تو جس
مین سب سے زیادہ احتیاط ہو اُس پر عمل کرتے ہین اور احکام خداوندی مین ایسی بیباکی
کہ فتوی دوسرے موقع کا اور اُس کو جاری کرلیا اور جگہ خیال کرنے کی بات ہے کہ
بے پروائی کی بات ہے یا نہین اور ابوداؤد رحمہ اللہ نے جو محدث ہین حدیث نقل کردی
محدث کا کام نقل کردینا ہے اُس کا سمجہنا اور احکام مین تطبیق دینا یہ کام فقہاء مجتہدین کا
ہے سو تمام امت کا اسپر اجماع ہے اور اجماع حجۃ قطعیہ ہے مثل قرآن و حدیث کے
کہ بلا سفر و مرض جمع کرنا حرام ہے اور نماز صحیح نہین ہوگی اور سفر و مرض مین بھی امام ابوحنیفہ
کے نزدیک جائز نہین اور جو نظیر مین نے اوپر قانون حکومت پر عمل کرنے کی لکھی ہے
وہ اس مسئلہ مین امام صاحب کے قول کو ترجیح دینے کے لئے کافی ہے اور جب کہ سفر
و مرض بھی نہ ہو تو یہ جرأت کس طرح ہوسکتی ہے خدا کے لئے اس کو ترک کرنا چاہئے
اس طرح نماز بالکل ذمہ رہتی ہے اور جتنی نمازین اس قسم کی پڑہی ہین تخمینہ کرکے اُن کی
قضا کرنا چاہئے اس کے بعد معذرۃ نسبت اظہار شبہات کے لکھی ہے یہ آن عزیز کی
صلاحیت و سعادتمندی ہے ورنہ مجھ مین نہ طبابت کی لیاقت ہے نہ علاج کی

قابلیت مگر محض خیر خواہی و دلسوزی سے جو کچھ بھی مین فی البدیہہ آیا لکھدیا اگر اب بھی کوئی شبہ ہو تو بے تکلف پیش کیا جاوے مگر جو بات ہو مربوط ہو غیر مربوط مضامین سے کلام پھر اُس کا جواب بہت طویل ہو جاتا ہے یہی وجہ ہوئی اس تقریر کے بڑھ جانیکی کہ اکثر مضامین مدعاے اصلی سے محض زائد تھے اور یون جیسے مضامین ہونگے انشاء اللہ تعالیٰ برابر جواب دون گا اور جو مجھکو معلوم نہو گا اور کسی عالم کا پتہ بتلا دونگا اگر آن عزیز کو طلب حق دل سے ہو گی اور اپنی راے مین احتمال غلطی کا ہو گا تو انشاء اللہ تعالیٰ حق واضح ہو جاوے گا اور مین صرف یہی جواب نہین لکھا بلکہ برابر دعا کرتا ہون کہ اللہ تعالیٰ غلطی سے نجات بخشکر ہدایت حق کی فرماوے اللہ تعالیٰ قبول فرماوین اس کے بعد جو نوکری کے متعلق استفسار کیا ہے عزیز من وہ ایک فرع ہے مقدم درستی اصول کی ہے اس لئے مین نہ ابھی اس نوکری کو جائز کہون نہ ناجائز بعد تشفی و اصلاح اصول کے انشاء اللہ تعالیٰ جو کچھ اس مین میری تحقیق ہے ظاہر کرون گا چندے مجھکو مہلت دیجاوے اور امور اختلافیہ کا فیصلہ کر لیا جاوے۔ سب کے آخر مین جو شبہ خصوصیت بعثت حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا واسطے اصلاح عرب کے لکھا ہے اس سے دو نگٹے کھڑے ہو گئے (یہ نہ سمجھین کہ بس یہ جواب ہو گیا جواب تو آگے لکھتا ہون مگر یہ اظہار ہے ایک طبعی حالت کا) عزیز من یہ عقیدہ یہود کا تھا جس کی تردید قرآن و حدیث مین صاف صاف مذکور ہے اور حضور کا عامۂ خلائق کی طرف مبعوث ہونا منصوص ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے وما ارسلناک الا کافۃ للناس بشیرا و نذیرا اور ارشاد ہوا ہے وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اور حضور نے ارشاد فرمایا ہے بعثت الی الخلق کافۃ اور حضور نے ارشاد فرمایا ہے کہ جو شخص میری خبر سن لے خواہ یہودی ہو یا نصرانی پھر وہ ایمان نہ لاوے ضرور دوزخی ہو گا یہ تو قولی حجت ہے اب عملی دلیل سنئے حضور نے قیصر روم کسریٰ فارس و نجاشی حبشہ و مقوقس مصر کے پاس فرمان مبارک اسلام

لانے کے لئے اور درصورت مسلمان نہ ہونے کے اُن پر گناہ و وبال کے لکھ لکھکر
نہ بھیجے اگر آپ کی بعثت خاص ہوتی آپ ایسا امر کیون فرماتے اب نصوص کے بعد
اس مین کیا تردد ہوسکتا ہے کہ آپ جمیع خلق کی طرف مبعوث ہوئے ہین اب جوامور
مخاطب عزیز کے اس خیال کے اسباب ہین اُن کی نسبت لکھتا ہون۔ امر اول موجب
شبہ اُس زمانہ کے عرب اپنی زبان مین فصیح و بلیغ تھے ان کے لئے قرآن بزبان
عربی مین نازل ہوا جس سے ان کو یقین ہوا کہ وہ کلام بشر نہین فقط عزیزمن اول تو
علاوہ کلام اللہ حضور کے معجزات ہزارون ہین جن کو ہر شخص سمجھ سکتا ہے اگر کلام اللہ کو
نہ سمجھا کوئی حرج نہین پھر یہ کہ جب ایک قوم نے بعد ہزارون مخالفت کے آپ کو مان لیا
دوسرون کے لئے صرف یہ امر کافی ہے کہ جو لوگ اس فن کے ماہر ہین اور وہ مقابلہ سے
عاجز ہوگئے ضرور یہ کلام معجزہ ہے پس معجزہ قرآنی بالمعنی عام ہوگیا۔ امر دوم موجب شبہ
تمام عمر جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اس قوم مین رہے اور جب انکی تکمیل ہوگئی وفات
فرمائی فقط مین کہتا ہون یہ کیا ضرور ہے کہ جو شخص جماعت کی اصلاح کے لئے بھیجا جاوے
وہ ہر شخص کے پاس جایا کرے ورنہ اس سے تو یہ لازم آتا ہے کہ عرب مین بھی جن بستیون
مین آپ تشریف نہین لے گئے وہ بھی آپ کے دائرہ نبوۃ سے خارج ہون اگر کہا جاوے
کہ ملک عرب سب ایک ملک ہے ہم کہین گے سب زمین عالم کی ایک زمین ہے اگر
آپ ہر جگہ تشریف نہین لے گئے تو آپ کے فرمان مبارک تو جابجا پہنچے جیسا کہ حدیثون
مین آیا ہے اور تکمیل عرب کے بعد وفات فرمانا یہ بھی کوئی حجۃ نہین اگر کوئی حکیم مصلح
کسی خاص بستی کی اصلاح کے لئے بھیجا جاوے اور پچاس سو لائق آدمیون کی تکمیل کرکے
اور باقیون کی تکمیل اُن کے حوالہ کرکے واپس چلا جاوے کیا یون کہا جاوے گا کہ بس
جن کی تکمیل ہوئی اُن ہی لوگون کی اصلاح مقصود ہے یا یون کہین گے کہ اصلاح
سب کی مد نظر تھی مگر بعض کی تکمیل سے سلسلہ تکمیل کا جاری ہوگیا اس لئے اب ہنے کی

ضرورت نہ ہوئی امر سوم موجب شبہ دیگر اقوام نے آپ کے قرآن کو اُس بنیاد پر نہ مانا جس پر عرب نے مانا تھا بلکہ اُن لوگون کو عرب نے بزور شمشیر زیر کیا اور ان کو زبردستی مسلمان کیا الخ مین کہتا ہون قرآن مجید کا معجزہ عام ہونا اوپر ثابت ہوچکا ہے سو جب حق واضح ہوگیا اس کی مخالفت عقلاً کسی کو جائز نہ ہوئی اس لئے قانون اسلام نے مزاحم و مخالف کی قوۃ کو گوارا نکیا اطاعۃ کی یہی دو صورتین ہین۔ اسلام یا جزیہ یہ خود قانون اسلامی ہے صحابہ کی ایجاد نہین قرآن و حدیث۔ کے ماہر پر یہ امر مخفی نہین اور یہ امر گو ہمارے دعوے مین مضر نہین مگر بالکل خلاف واقع ہے کہ زبردستی مسلمان کیا صحابہ اول تبلیغ کرتے تھے اور رفع شبہات و مناظرہ کی اجازت دیتے تھے اور وضوح حق کے بعد ترک مخالفت مین زبردستی بھی جو عقلاً جائز ہے چنانچہ بعد ثبوت حکومت کے گورنمنٹ کے باغی کو سزا دینا بالکل درست و موافق عقل کے ہے اور ترک مخالفت کی وہی دو صورتین ہین جو اوپر مذکور ہوئین **امر چہارم** موجب شبہ بہت لوگون کو آپ کے پیغمبر ہونے کی خبر نہین ہوئی فقط مین کہتا ہون عموم بعثت کے لئے یہ ضرور نہین کہ سب کو خبر ہوجاوے بلکہ رحمت خداوندی سے اس مین یہ وسعت ہے کہ جس جس کو خبر ہوتی جاوے قبول کرتے جاوین اور جس کو خبر نہ ہو وہ معذور رہے **امر پنجم** موجب شبہ ہندوستان وامریکہ وافریقہ کی ہدایت کیا ہوئی فقط اس کا جواب امر شبہ چہارم مین گذر چکا میرا ارادہ اس مین زیادہ لکھنے کا تھا مگر چونکہ عموم بعثت کے دلائل بہت قطعی و صاف ہین اور شبہات مذکورہ نہایت ضعیف اس لئے اختصار کیا گیا اگر خدانخواستہ یہ کافی نہون تو اس سے زیادہ لکھنے کو طیار ہون۔

خط نصیحت آمیز جس کا ذکر خطبہ مین ہے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بخدمت عالی مرتبت مجمع اخلاق والطاف سلمہم اللہ تعالی۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ
ہرچند کہ مجھکو آپ سے صوری نیاز حاصل نہین مگر آپ کے اخلاق واوصاف سُنکر
غائبانہ تعلق ہے جس نے اس عرض کی جرأت دلائی میری گمنامی وناشناسائی پر
نظر نفرمائیے بلکہ انظروا الی ما قال ولا تنظروا الی من قال کو پیش نظر رکھئے اب بنام خدا
شروع کرتا ہون مگر جہان تک آپ کے مساعی وتصانیف کو غور کرکے دیکھا یون معلوم ہوا
کہ آپ کو دو چیزین مقصود ہین خیر خواہی اسلام وخیر خواہی مسلمانان خیر خواہی اسلام نے
اسپر مجبور کیا کہ جو اعتراضات مذہب اسلام پر مخالفین کے ہین ان کے جواب دیے جاوین
اور خیر خواہی مسلمانان اس امر کا باعث ہوئی کہ مسلمان جو حضیض تنزل مین گرے ہین
اُن کو ترقی پر پہنچایا جاوے ان دونون مقصودون کے مستحسن ہونے مین کسی منصف کو
کلام نہین ہوسکتا مگر صرف غور طلب یہ امر ہے کہ اس کے ذرائع اور وسائل کیا چیز ہین
اس کی تعیین باعث اختلاف خیالات سامی وجمہور اہل اسلام ہے۔ آپ نے اسلام کے
اوپر سے اعتراض رفع کرنے کی یہ صورت ٹھیرائی کہ جو تحقیقات جدیدہ ہین ان مین کلام
نکیا جاوے بلکہ جس طرح بن پڑے اسلام کو اسپر منطبق کردیا جاوے اور منشا اس تجویز کا
صرف یہ دلیل ہے کہ تحقیقات جدیدہ مطابق واقع کے ہین اور اسلام غیر مطابق واقع
کے نہین دوسرے مقدمہ کے تسلیم مین تو کسی مسلمان کو گنجایش نہین رہا پہلا مقدمہ
وہ محل کلام ہے اس کی کیا دلیل ہے کہ سب تحقیقات جدید صحیح ہین تمثیلاً بعض امور کو
پیش کرنا چاہتا ہون مثلاً فلاسفہ کی تحقیق ہے کہ آسمان کوئی مجسم چیز نہین بھلا اس کے
صحت پر کون دلیل قائم ہے اگر یہ رنگ جو نظر آتا ہے آسمان نہ ہو اس سے آگے

بہت دور موافق حدیث صحیح کے پانچ سو برس کی مسافۃ پر پہلا آسمان موجود ہو اس سے
آگے اور سماوات ہون تو کونسی دلیل عقلی قطعی کی مخالفت لازم آتی ہے مثلاً ان کی
تحقیق ہے کہ اصحاب کہف اور یاجوج ماجوج اور جن موافق عقائد اسلام موجود نہین
اس کی کیا دلیل ہے اگر کہیے کہ باوجود تلاش ملے نہین جن نظر نہین آئے تو جہان مین
کسی چیز کا نہ ملنا نظر نہ آنا دلیل اس کے عدم کی نہین ہوتی امریکہ کا حال پہلے معلوم نہ تھا
سیاحان ارض کو پتہ نہ لگا تھا اور معتبر اخبار سے ثابت ہوتا ہے کہ نئے نئے شہر
نکلتے آتے ہین تو کیا یہ مقامات اس وقت معدوم تھے رہا یہ کہ جن شہرون کا نام مفسرین
نے لکھا ہے وہان نہین ملے تو اول حق تعالی مین قدرۃ ہے کہ باوجودیکہ انہین مقامات
مین موجود ہون پھر محجوب کر دیے جاوین چنانچہ عنقریب بحث معجزہ مین یہ مضمون آتا ہے
اور بعد تسلیم ان مقامات مین نہ سہی اور کہین ہون نصوص کی کیون تاویل کیجاوے
مثلاً فلاسفۂ جدید نے معجزات انبیاء کا انکار کیا اس وجہ سے کہ یہ خلاف فطرت ہے
اس پر کونسی شافی دلیل موجود ہے جس سے نصوص کو مصروف عن الظاہر کیا جاوے
رہا یہ کہ خلاف فطرت ہے اس فطرت کی ماہیت آج تک متعین نہین ہوئی جس سے
کوئی قاعدہ منضبط ہو سکے نہ یہ کسی دلیل یقینی سے ثابت ہوا کہ فطرت کے خلاف کیون
محال ہے اگر فطرت کی حقیقت عادت الہی ٹھیرائے اور دلیل استحالہ خلاف فطرت
یہ ٹھیرائے کہ عادۃ الہی وعدۂ فعلی ہے اُس کا خلاف مثل وعدۂ قولی کے محال ہوگا
سو اول تو ان دونو مقدمون مین کلام ہے کیونکہ عادت الہی اول وعدہ نہین یہ امر دلیل
طلب ہے دوسرے عادۃ کے لیئے یہی ضرور نہین کہ ہر روز واقع ہوا کرے بعض
امور مین یون ہی عادۃ ہو کہ گاہ گاہ واقع ہو جاتا ہو اور معجزات اسی قبیل سے ہون
اس سے اس استدلال کا جواب بھی ہو گیا فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا لا تبدیل
لخلق اللہ اور لن تجد لسنۃ اللہ تبدیلا یہ جب ہے کہ ان آیات کے وہی معنی

تسلیم کرلئے جاوین جو آپ فرماتے ہین اور اگر دوسری توجیہ کیجاوے جیسا کہ مفسرین محققین نے کی ہے اور وہ توجیہ آپ کی تاویلات سے زیادہ بعید نہین اُس وقت استدلال ہی صحیح نہین جواب کی کیا حاجت ہے دوسرے یہ کہ ریل و تار برقی اور فونوگراف او ٹیلیفون اور فوٹو فون اور خاک وبلا کیا کیا ایجاد ہوا ہے آپ انصاف سے فرمایئے کہ اگر یہ چیزین کسی نے نہ دیکھی ہون اور آپ کا قاعدہ کہ خلاف عادۃ محال ہے اس کے نزدیک مسلم ہو تو وہ ان چیزون کے وجود کا اس قاعدہ سے انکار کرے گا یا نہین ضرور انکار کرے گا پس اگر وہ قاعدہ صحیح ہے تو آپ کو بھی ان چیزون کا انکار ضروری ہے بلکہ صانع عالم کا ماننا ضروری نہ ہوگا اگر ان چیزون کا وجود مسلم ہے تو قاعدہ سے دست بردار ہونا ضروری ہے اگر یہ شبہ ہو کہ یہ چیزین تو مستند الی الاسباب ہین اور معجزہ تو بلا سبب ایک فعل ہو جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ اسباب دنیا و یہ اختیاریہ للعباد مین انحصار اسباب کا کسی دلیل سے ثابت ہونا چاہیئے حق تعالی کی مشیت اور حکم کتنا بڑا سبب ہے اس کے سبب ہونے مین کیا خرابی عقلی ہے پس ثابت ہوا کہ انبیاء سے معجزہ ہر قسم کا صادر ہونا ممکن ہے پھر کیون نصوص کی تاویل کیجاوے یہی حال دوسری تحقیقات جدیدہ کا کہ اکثر اس مین مخدوش اور مبنی بر تخمین و تقلید ہین البتہ اگر کوئی دلیل عقلی ایسی ہو کہ اس کے تمام مقدمات برہانی ہون یا مشاہدہ صحیحہ ہو جس مین احتمال غلط فہمی کا نہو اور پھر کوئی نص ظاہرًا اُس کے مخالف معلوم ہو اُس وقت اس نص مین تاویل مناسب ضرور ہے مثلا نصوص قرآنیہ سے ید اور وجہ وغیرہ حق تعالی کے لئے ہونا ظاہرًا معلوم ہوتا ہے اور دلیل قطعی سے استغنا اجزا ثابت ہے ان لفظون مین البتہ تاویل کی گئی اور تاویل مین بھی یہ شرط ہے کہ موافق قواعد عربیہ و شرعیہ ہو ورنہ وہ تحریف ہے آپکی تاویلات اولاً بلا ضرورت جیسا اوپر بیان ہوا ثانیاً نہ قواعد عربیہ کی پابندی نہ قواعد

شرعیہ کی پہلے علمار نے بھی ملاحدہ کے جواب دیے ہین مگر اس طرح کہ اول ان کی
تحقیقات کو منہدم کیا اور جس تحقیق کو بالکل صحیح پایا اس جگہ مناسب تادیل کی اسی
جگہ سے معلوم ہوگیا کہ آپ نے جو اکثر احادیث نبویہ کو غیر معتبر ٹھیرایا ہے اسکی بھی کوئی
دلیل نہین اگر دلیل مخالفت دلیل عقلی سے ہے تو معلوم ہوچکا کہ دلیل عقلی سے مراد دلیل
قطعی ہے نہ کہ دلیل وہمی ورنہ اس دلیل عقلی کی تعیین مشکل ہو جاوے گی پس کون
بعض عقل کو اُس کا معیار قرار دین گے کیونکہ عقول مین تفاوت فاحش ہے پھر ہر شخص کی
عقلی تحقیق جدا ہوگی اور سب کو صحیح ماننا پڑے گا اس مین تو اجتماع نقیضین و التقار
ضدین لازم آوے گا مثلاً بطلیموس اور فیثاغورس حرکت وسکون زمین وآسمان مین
مختلف ہین افلاطون وارسطو حدوث وقدم ارواح مین متخالف ہین پھر ایک کی تحقیق
تو ضرور غلط ہوگی ہر گاہ تحقیق عقلی کی غلطی بھی ممکن ہوئی تو آپ کو کیسے وثوق ہوا کہ آپ کی
عقلی دلیل ایسی صحیح ہے کہ لابد نص مین تادیل ہی واجب ہے ۔ معلوم ہوا ایسی کی
عقل ان امور مین قابل وثوق نہین جنکی نبوۃ واخبار عن الواقع مسلم ہے ان کی خبر قابل
اعتبار ہوگی عقل کا کام اتنا ہی ہے کہ توحید و رسالت کہ اصول عقلیہ مین سے ہین سمجھ لے
آگے فروع مین زمام اختیار بدست حاکم حقیقی اور اس کے خلیفہ اعظم دیدے دیکھئے
جب سلطان وقت بعد تدبر و تفکر کے اپنے کسی حاکم کی معرفت کوئی قانون ملک مین
جاری کرے رعایا کو اس تحقیق کی تو ضرورۃ ہے کہ یہ سلطان ہے اور فلان شخص اس کا
حاکم تا کہ بے اصل منادی پر جو کسی نے براہ بغاوت یا براہ تمسخر شہر مین کردے عمل کرلین
اور جب دو لوامر محقق ہوگئے تو اب اُس قانون مین غور کرنا کہ ہماری عقل کے خلاف
تو نہین محض ناجائز ہے اگر ایسا کیا اور اپنی عقل کا اتباع کرکے قانون کا انکار کیا
یا تادیل بعید کی تو معذور نہ ہوگا اور اگر یہ باب مفتوح ہو تو ملک مین قوانین کا جاری ہونا
موت ہو جاوے اور بغاوت عالمگیر ہو جاوے یہی حال حاکم حقیقی کے قوانین کا

سمجھنا چاہیئے اور اگر انکار حدیث اس بنا پر ہے کہ ان مین کسی قدر اختلاف ہے سو اتنا
غور فرمایئے کہ تواریخ واخبار مین اختلاف ہوتا ہے یا نہین ہرگاہ اختلاف موجود ہے
پھر چاہیئے کوئی تاریخ وخبر معتبر نہ ٹھیرے جیسے مورخین راویان اخبار کے معتبر ہونے کو
دیکھکر مان لیتے ہین اور اختلاف کو مضر تسلیم نہین سمجھتے ایسے ہی حدیث مین رواۃ اسناد کے
حالات اسمار الرجال سے تحقیق کرکے اُس کے ساتھ ہی عملدرآمد کرین تو کیا حرج ہے
اس تقریر سے غالباً آپ کے تمامی خیالات کا جو باعث ایسی تحریرات کے ہوئے جواب
ہوگیا ہے علاوہ اس کے ہر کارے دہر مردے تحقیقات دینیہ مین گفتگو کرنا اور لوگون کا
کام تھا آپ اس جملہ سے یہ نہ سمجھئے کہ مین آپ کے علم وعقل کا منکر ہون یہ بات نہین
بلکہ اصل یہ ہے کہ ہر امر مین اُس شخص کی وقعت وتاثیر ہوتی ہے جس سے اس کا
پہلے سے اعتبار ہو علمار محققین کی تحقیقات مسلمانون مین معتبر سمجھی گئی ہین اور وہ لوگ اس کام
کو کم وبیش کرتے رہے ہین وہ اس خدمت کے لئے کافی تھے دوسرے یہ کہ ہر شے کے لئے
ہر زمانہ مین اس کے مناسب لوازم وخواص وآثار ہوتے ہین اول تو ہر زمانہ مین نہین تو اپنے
زمانہ مین تو ہم دیکھتے ہین کہ تحقیق مسائل کے لئے اتنی چیزین ضروری ہین وہ شخص عالم مشہور ہو
متقی پرہیزگار ہو۔ یہی شغل زیادہ ہو لوگ اُس کو دیندار وفہیم سمجھتے ہون دنیا مین زیادہ
آلودہ نہ ہو اور جس شخص مین یہ صفات نہون اس کو اس میدان مین قدم نہ رکھنا چاہیئے
کیونکہ سعی لاطائل وجہد باطل ہے سو جیسے حالت اسوقت آپ کی ہے ایسی حالت پر
آپ کی کوئی تحقیق صحیح بھی ہوتی تب بھی سکوت فرمانا چاہیئے تھا کیونکہ ایسی حالت مین
بولنا اور بولنا بھی ایسا جو سارے جہان کے خلاف ہو بیٹھے بھلائے اپنے مسلمان بھائیون
مین تفرقہ ڈالنا ہے جس کو آپ سب سے زیادہ ناپسند کرتے ہین اور تعجب ہے کہ اس تفرقہ
کے سبب عظیم پر آپ غور نہین فرماتے یہانتک تو خیرخواہی اسلام پر معروض کیا گیا دوسرا
امر مسلمانون کی خیرخواہی اور انکی ترقی کی تدبیرات کرنا ہے اُس کے مستحسن ہونے مین بھی

کوئی کلام نہین کرتا ہان اس کے متعلق جو تدابیر کیجاتی ہین وہ البتہ غور طلب ہین خلاصہ تمام تر آپ کی کارروائیون کا یہ ہے کہ انگریزی مین اعلی درجہ کی لیاقت و استعداد حاصل کر کے بڑے بڑے عہدے اور حکام تک رسائی اور قوم مین وقعت حاصل کرین مین اس مین زیادہ گفتگو کرنا کہ انگریزی پڑھنا بحالت کذائیہ کیسا ہے اور اُس کا اثر کھلی آنکھون مذہب کہان تک پڑ رہا ہے نہین چاہتا کہ اولاً اس مین بحث طویل ہے دوسرے علما سے تحقیق ہوسکتی ہے صرف اس قدر عرض کرتا ہون کہ اول تو ترقی قومی انگریزی پڑھنے مین منحصر نہین میری راے مین اگر ترقی وقعت مطلوب ہے تو ترقی مالی اس کا ذریعہ ہے اس زمانہ مین دیکھا جاتا ہے کہ علم و کمالات پر کسی کی بھی نظر نہین الا ماشاء اللہ۔ عوام مین حکام مین مال کا اعتبار ہے اس کی عزت ہے اس کو خطاب و القاب ملتے ہین اکثر مقاصد مین کامیاب ہوتا ہے مجسٹریٹی وغیرہ عہدے بھی ملجاتے ہین شورہ حکام مین بھی شریک کئے جاتے ہین خواہ انگریزی ایک حرف بھی نہ جانتے ہون اور اگر ترقی مالی مطلوب ہے تو تجارت و صنعت سے بہتر کوئی ذریعہ نہین کہ ہر شخص ہر وقت مین پیشہ ور و تاجر کا محتاج ہے اس تعلیم انگریزی خوان فیصدی دس جمعیت سے ہون گے۔ اور اہل صنعت و تاجر فیصدی دو پریشان ہون گے اگر بجائے تعلیم انگریزی صنائع کی تعلیم کا اہتمام فرماتے تو قوم کو زیادہ نفع ہوتا ثانیاً اگر فرض کرلیا جاوے کہ ترقی قومی انگریزی تعلیم مین منحصر بھی ہو سرکاری مدارس کیا کچھ کم تھے جو جناب کے مدرسہ کی حاجت ہوئی اگر یہ وجہ بتلائی جاوے کہ اُن مدارس مین مذہبی خیالات خراب ہوجاتے ہین اس لئے ایسے مدرسہ کی ضرورت ہوئی جہان مذہبی تعلیم بھی ہو مگر مین سچ کہتا ہون اور آپ بھی دل مین جانتے ہون گے۔ کہ سرکاری مدارس کے تعلیم یافتہ ایسے بدعقیدہ نہین جیسے اس مدرسہ کے اکثر تعلیم یافتہ ہین اگر نماز و وعظ کے انتظام کو آپ عذر پیش کرین۔ تو یہ خوب جان لین کہ جب تک آپ کے خیالات نہ بدلین گے آپ کے متبعین کی وہی کیفیت رہے گی ثالثاً یہ بھی فرض کرلیا جاوے کہ اس مدرسہ کی

ضرورت ہی ہے اور اسی مدرسے سے ترقی دین و دنیا کی ہو سکتی ہے تو اس صورت مین انصاف
سے دیکھئے ترقی کے مستحق زیادہ کون لوگ ہین امرا یا غربا امرا کو تو پہلے سے ترقی حاصل ہے
آپ کی مطلوب ترقی نہ سہی مگر کسی قسم کی تو ہے کہ جو ان کے لئے کافی ہے ان کے لئے
زیادہ اہتمام کرنا تحصیل حاصل کی قبیل سے ہے البتہ غربا اُس کے زیادہ مستحق تھے غریب
بچون کو مدرسہ مین داخل کیا جاتا ان کے مصارف کی کفالت کی جاتی ان کو تعلیم و تربیت
کر کے معزز عہدون پر ممتاز کراتے ان کے دل سے دعا نکلتی خیر اگر قبول دعا کوئی چیز
نہین تو ان کے دلون کو راحت تو پہنچتی یہ تو آپ کے نزدیک بھی محمود چیز ہے اب تو
تحقیق ہوا ہے کہ غریب کا گذر وہان مشکل ہے پھر ہمدردی قومی و خیرخواہی مسلمانان کہان
رہی پھر امرا نے پڑھکر ترقی بھی کی تو اول تو تعلیم مین کس قدر صرف ہوتا ہے خصوصًا جو لوگ
کہ یہان سے ولایت جاتے ہین جو آپ کے نزدیک عین صلاح ہے اُن کا اس قدر صرف
ہوتا ہے کہ اس رقم کا بڑا گاؤن آسکتا ہے۔ یا تجارت کرکے اس کا بڑا کارخانہ بن سکتا ہے
جس مین اس شخص کی استعداد کے قریب کے لوگ کارکن مقرر ہو سکتے ہین اس سے
بھی قطع نظر کر لیجاوے تو مبلغ ترقی یہ ہے کہ بیرسٹر ہوگئے یا کوئی حکومت مل گئی اگر
بیرسٹر ہین تو انہون نے منانا شروع کیا جو دو قومی بھائی لڑین تو ہماری ضرورت
رفع ہو اُن کی مراد پوری ہوئی کسی نے ان کو مقرر کرنا چاہا تو ایک پیشی کے دو چار سو رقم
علی قدر اپنے کمال کے اس سے فرمایا اس نے کچھ کہا تو خفا ہو کر نکالنے کا حکم دیا صاحب
الغرض مجنون اُس نے معذرت کر کے وہ رقم قبول کی اور جہان سے ہو سکا توڑ جوڑ کر
بندوبست کر کے ان کا رومال بھر دیا خدا کی قدرت پہلی پیشی مین بحث تمام نہوئی دوسری
تاریخ مقرر ہوئی اس تاریخ مین بھی وہی رقم مانگی گئی غرض دو تین پیشیون مین اس کا
اُس کے اعزہ کا گھر لٹ گیا بھلا یہ کیا ترقی و ہمدردی ہے کہ دس گھر اُجڑ کر ایک آباد کیا جاوے
اگر حکومت مل گئی تو عقائد پہلے سے خراب ہو چکے ہین قبر و حشر فسانۂ بے معنی ہے پھر خدا کا

خوف کس لئے تہذیب اخلاق مین یہ قوت ہرگز نہین کہ امور مذمومہ سے روک سکے
یہ برکت مذہب ہی مین ہے کہ بعض لوگ اپنے آقا کی ناخوشی سے کوئی عذاب قبر و
دوزخ سے ڈر کر منہیات سے بچتے ہین سو اس شخص کو مذہب مانع رہا نہین اخلاق
مین یہ قوت نہین پھر ایسا شخص جو کچھ کرے ۔ظلم کرے ۔رشوت لے ۔ناحق
فیصلہ کرے ۔ پرانی عداوت نکالے جو کرے تعجب نہین ایک عاقل نے کیا
خوب کہا ہے کہ جو شخص اپنے مذہب کا پابند نہ ہو وہ لائق حکومت نہین اور اگر کسی
کے اخلاق ایسے ہی مہذب ہو گئے ہون جو سب امور سے مانع ہو جاوے تو یہ شاذ
و نادر ہے والنادر کالمعدوم بہرحال جو کارروائی مسلمانون کی ترقی کے لیے اس وقت
ہو رہی ہے وہ سراسر خرابی در خرابی سے بھری ہوئی ہے پس نہ خیر خواہی اسلام کے
اصول صحیح ہین نہ خیر خواہی مسلمانان کے ذرائع راست ہین یہ تو مجملاً اُن امور کا
ذکر تھا جن کا اثر دوسرون کو پہنچتا ہے اب جو امور آپ کی ذات خاص سے تعلق رکھتے
ہین اُن کو بھی بطور نمونہ کے پیش کرتا ہون سب سے اول عقائد کی درستی ہے اگرچہ
شبہات انسان کو واقع ہو جاوین تعجب نہین مگر خدا کے فضل سے اس زمانہ مین
اہل علم محققین جامع معقول و منقول شبہات رفع کرنے والے موجود ہین اقل درجہ
مولانا محمد علی صاحب تحصیلدار مرحوم کی تحریرات میرے نزدیک آپ کے اصولی
و فرعی شبہات کے جواب کے لئے کافی ہین اصرار کو کام نفرمائیے نظر انصاف سے
اُس کو دیکھکر اپنے خیالات درست فرمالیجئے اور یہ خیال نہ فرمائیے کہ آپ اپنی مشہور
تحقیقات کے کس طرح خلاف کہین آپ کی انصاف پسند طبیعت پر اس خیال کا
احتمال نہین آپ نے بہت سی غلطیون کا اقرار بھی فرمایا ہے مثلاً حدیث فاطمہ مین
فجارت فاطمہ وہی جویریۃ کا فجارت فاطمہ ہے وجویریۃ لکھا گیا پھر آپ نے نہایت انصاف
و خوبی کے ساتھ اُس سے رجوع کرکے طبع کر دیا اگر اب بھی اپنے خیالات کو صحیح کرکے

اعلان فرماد یجئے تو آپ کا اعلی درجہ کا کمال ظاہر ہو جمہور اہل اسلام کہ وہ تعداد مین آپکے
مدعیان اتباع سے بہت زیادہ ہین آپ کے محب ومخلص بنجاوین اس وقت ان کو
ترقی کی تدبیرات جو بتلاوین وہ قبول کرنے کو دل سے تیار ہون اور آخرۃ مین ثواب عظیم
ملے اپنے صحت عقائد کا بھی اور بہت سے لوگون کے محفوظ رہنے کا اور بعضون کے
عقائد درست ہو جانے کا بھی جو غایت محبت و اعتماد سے آپ کے رجوع کرنے سے
وہ بھی رجوع کرلین دوسرے نماز کی پابندی جماعۃ کے ساتھ ضرور ہے خود نماز کی
پابندی فرض ہے اور جماعت سنت موکدہ اللہ و رسول کی محبت جو مقتضی اسلام کا ہے
وہ اسی کو مقتضی ہے کہ نہ فرض چھوڑے نہ سنت تیسرے اصلاح لباس مین مین زیادہ
دلائل بیان نہین کرتا صرف ایک مختصر سی بات کہتا ہون کہ مرد اگر عورت کا لباس پہن لے
تو کیون معیوب ہے اسی وجہ سے ایک مذہب کی ایک قوم دوسرے مذہب کے
لوگون کا لباس و وضع اختیار کرین تو کیا بے موقع نہین - چوتھے حق تعالی نے آپ کو
ہر قسم کی استطاعت دی ہے حج بنص قرآنی فرض ہے خدا و رسول کی محبت کا یہ تقتضا تھا
کہ اگر فرضا اسلام مین حرمین کی حاضری فرض و سنت بھی نہ ہوتی تب بھی باقتضا ے
محبت دربار خدا و دربار رسول مین ہر استطاعت والے کو حاضر ہونا ضرور تھا نہ کہ حاضری
مکہ کی فرض اور حاضری مدینہ طیبہ کی سنت پھر کس قدر نازیبا ہے کہ عمر مین ایک بار بھی
تشریف نہ لاوین جس وقت لندن کا سفر کیا تھا وہا یا یا یا اگر عدن سے سیدھے
تشریف لے آتے تو کیا مشکل تھا اب ہمت کیجئے اور سامان سفر کر دیجئے اور روزہ و زکوۃ
ایک مخفی عبادت ہے مجھکو اس کی اطلاع نہین خدا کرے آپ پابند ہون ورنہ وہ بھی فہرست
معروضات بالا مین منسلک سمجھے جاوین خلاصہ تمام معروضات کا یہ ہے کہ اب آپکا
اخیر وقت ہے بجز عقائد و اعمال کے کوئی اس سفر آخرت کا ساتھی نہین اپنے چند روزہ
رُفقا کو رخصت کیجئے خواہ ظاہراً ابھی خواہ صرف دل سے اور اس دائمی رفیق کو ساتھ لیجئے

یعنی عقائد و اعمال کی اصلاح فرما ہیے کیونکہ اذا جاء اجلہم لا یستاخرون ساعۃ ولا یستقدمون۔ ؎

نسیم جاگو کمر کو باندھو اُٹھاؤ بستر کہ رات کم ہے۔

آخر میں یہ عرض ہے کہ اس التماس نامہ میں اگر کوئی لفظ خلاف مزاج سامی سرزد ہوا ہو مزاج ناشناسی پر حمل کر کے معذور سمجھیں تعصب وعناد پر محمول نہ فرماویں کہ بخدا باعث تحریر صرف خیر خواہی و دلسوزی ہے اور عرض ہذا اگر مقبول خاطر عاطر ہو اور امید ہے کہ ہو تو اس نیازمند کو مطلع فرما کر مسرور کریں ورنہ کچھ حاجت تحریر جواب نہیں زیادہ نیاز فقط

تتمۂ اصلاح الخیال

حامداً ومصلیاً اس مجموعہ کی ترتیب کے بعد عزیز مذکور فی الخطبہ کا اس شخص ناصح کے پاس دوسرا خط آیا اس میں بھی کچھ شبہات تھے اس کے جواب میں بھی چونکہ ازالہ اُن شبہات کا تھا اس لئے اس مکاتبہ کو بھی اس میں شامل کر دیا گیا +

خط عزیز

میں مدت سے جناب کے خط کا جواب لکھنے کا ارادہ کرتا ہوں مگر عدیم الفرصتی سے آج تک کامیاب نہیں رہا بہت مرتبہ ارادہ کیا کہ مختصر کچھ عرض کر دوں لیکن جی چاہتا تھا مفصل لکھنے کو لیکن جب اس کا موقع نہ ملا تو آخر کار آج بالاختصار عرض کرنے میں اس وجہ سے جلدی کی کہ مدۃ گذر جانے سے مبادا یہ خیال پیدا ہو کہ ترک خط وکتابت کا باعث تحریرات سابقہ میں حالانکہ ایسا نہیں ہے میں آپ کو پورا اطمینان دلاتا ہوں

(۱۹) کہ مین دین اسلام پر قائم ہون۔ اُس کو بہترین ادیان سمجھتا ہون۔ اللہ[۱۹] کی توحید مین
مجھکو کوئی شک نہین اور اس کا مین نہایت شدت سے پابند ہون اور چونکہ توحید کی
نعمت ہم کو ہمارے پیغمبر نے تعلیم فرمائی اور آپ کی بدولت یہ نعمت عظمی ہم کو میسر آئی
لہذا مین اُن کو نبی برحق جانتا ہون رہا یہ کہ وہ اللہ کے معشوق ہین اور اُنہین کی
وجہ سے کائنات پیدا ہوئی اور اللہ تعالی اور پیغمبر مین صرف ایک میم کا فرق ہے
یہ میرے عقیدے نہین ہین میرا اُنکا عقیدہ وہی ہے کہ جیسا قرآن مین ہے قُلْ
اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُکُمْ یُوْحٰٓی اِلَیَّ یہان تک متعلق ایمان کے ہے جو بحمداللہ مین اپنا
درست پاتا ہون اور اس کا سوا سے میرے اللہ کے کوئی واقف کار نہین ہوسکتا
(۲۰) آگے وہ چیز لیجئے جس[۲۰] کا نام دین ہے پانچ وقت کی نماز کا حکم لیجئے کہ اللہ کی کیا کیا
مصلحتین ہین ان کو استدلالی طور پر سمجھا ہوا ہون اور جانتا ہون کہ اس سے بہتر
طریقہ اپنے خالق کی عبادت اور شکرگذاری کا نہین ہوسکتا اور ہر شخص کو اس کا پابند
(۲۱) رہنا چاہئے حج اور زکوۃ مین مجھکو کوئی خدشہ نہین البتہ روزون[۲۱] مین دو ایک باتین
شبہ کی ہین وہ یہ نہین کہ اس کے فرض ہونے مین کوئی شک ہے بلکہ رمضان کی
تخصیص مین سو مین کوشش کر رہا ہون کہ اس کی بابت میرا اطمینان ہو جاوے مین
(۲۲) مخالف راہ کو مستحکم کرنا نہین چاہتا بلکہ موافق کو اب رہ گیا لباس وغیرہ اس کی طرف
تو میرا کبھی ایک لمحہ کے لئے ہی خیال نہین جاتا کہ اس کو بھی[۲۲] کچھ ایمان یا دین یا مذہب
مین کچھ دخل ہے جب ہم سچے دل سے عقائد اسلامی رکھتے ہین بس دنیا مین
ہم کو معزز ہو کر رہنا چاہئے اور اس کے لئے جو طریقہ مناسب ہو استعمال کرنا چاہئے
بشرطیکہ وہ مخل عقائد اسلامیہ نہ ہو مین انگریزی کپڑے پہننا بمقتضائے زمانہ صرف
اتنا ہی ضروری سمجھتا ہون جیسا کہ پیشاب پاخانہ کی حاجت یعنی آدمی یہ کوشش
کرتا ہے کہ جس قدر جلد ممکن ہو پاخانہ سے نکلون یہی حال میرا ہے کہ گھر واپس

آن کر ایک لمحہ بھی گوارا نہین ہوتا کہ اُس لباس مین رہون۔ اپنے بچے[۲۳] کی تعلیم کی بابت جو میرا خیال ہے وہ یہ ہے کہ مین اس کو عربی پڑھاؤن اور ختم قرآن پر اس کو قادر کردون اس کے بعد علوم دنیوی اس کو سکھلاؤن اگر ان سب باتون پر بھی آپ کو میری طرف سے کچھ خدشہ ہو تو مین کچھ عرض نہین کر سکتا اب دوسری بات یہ ہے کہ مجھکو مسلمانون کی تعلیم پر جو مدارس عربیہ مین دی جاتی ہے سخت اعتراض ہے اگر آپ کو اس کی اصلاح منظور ہو تو اس مین تحریر کا سلسلہ جاری رکھئے مین اپنی معلومات[۲۴] دنیوی سے آپ کو اس مین مدد دون گا مین سچ کہتا ہون کہ مسلمان[۲۵] عنقریب ڈوبنے والے ہین اور بہت قریب ہے وہ زمانہ کہ مسلمانون کا دین اور دنیا دونو غارت ہوا جاتا ہے اور یہ نتیجہ ہوگا اسی بے تکی تعلیم کا جو اس وقت مسلمانون کو دی جاتی ہے مین نے جو کچھ اپنے عقیدہ مین تزلزل ظاہر کیا ہے مین اس کو واقعی اچھا سمجھتا ہون کیونکہ یہ تزلزل میری تفتیش کا باعث ہے اور جس آزادی کے ساتھ مین نے اس کو عرض کر دیا ہے اس طرح کا بیان منافقت سے دور ہے ۲۸ جون سنہ ۱۹۰۱ عیسوی

جواب ناصح

مجھکو توقف[۱۵] خط سے قلق ضرور تھا سو بحمد اللہ تعالیٰ آج وہ رفع ہوگیا توحید[۱۶] و رسالت کے متعلق اپنے جو عقائد لکھے ہین وہ نہایت صحیح ہین اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسپر قائم رکھین۔ البتہ رسالت کے متعلق ایک بات تصریح سے رہگئی وہ یہ کہ اگر آپ کی رسالت و بعثت کو عام مان لیا ہے تو صحیح ہے اور اگر صرف عرب کے ساتھ خاص اعتقاد کیا جاتا ہے تو بالکل غلط اور قرآن حدیث کے خلاف اور نجات کے لئے یہ اعتقاد خصوصیت کے ساتھ کافی

نہین ہے باقی اللہ تعالیٰ کا معشوق ماننا اگر معشوق بمعنی محبوب ہو تب تو ضروری بات ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے محبوب ہین قرآن مجید سے جا بجا ثابت ہے۔ کہ اچھون سے اللہ تعالیٰ کو محبت ہے پھر آپ تو سب اچھون سے اچھے ہین آپ سے کیون نہ محبت ہوگی اور اگر معشوق کے وہی معنے ہین جو شاعرون کے دماغ مین سپکے ہوئے ہین۔ سو واقعی وہ واجب الاعتقاد کیا بلکہ جائز الاعتقاد بھی نہین میم کا فرق یہ اسلامی عقیدہ نہین محض بے تکی بات ہے اور کبھی تاویل بعید سے صحیح ہوجاوے اور بات ہے بہر حال یہ عقیدہ سے کچھ تعلق نہین رکھتا اور کائنات کا آپ کی وجہ سے پیدا ہونا یہ مضمون فی نفسہ صحیح ہے مگر چونکہ وہ روایت قطعی نہین اس لئے وہ داخل عقائد ضروریہ نہین۔ اس فقرہ کے بعد جو دین کو صرف نماز و روزہ و حج و زکوٰۃ مین منحصر کردیا ہے اس سے مراد اگر ارکان دین ہین تو صحیح ہے مگر اس سے یہ لازم نہین آتا کہ احکام دین صرف یہی ہون اور اگر احکام دین مراد ہین تو یہ حصر غلط ہے دین مین ہزارون احکام ہین جو بعض فرض ہین بعض واجب بعض سنت چنانچہ اہل علم پر پوشیدہ نہین۔ اس کے بعد جو لکھا ہے کہ نماز کی مصلحتین مین استدلالی طور پر سمجھے ہوئے ہون یہ بات جھگڑے کی نہین مگر استدلالی طور پر فروع کا سمجھنا ہی محل خطر ہے یاد رکھنے کی بات ہے کہ مذہب کے اصول ہمیشہ عقلی و استدلالی ہوتے ہین اور فروع نقلی و شرعی ہوتے ہین اس مین جو مصلحتین نظر آتی ہین وہ مرتبہ حکمت مین ہوتی ہین درجہ علت مین نہین ہوتین کہ ان پر مدار اُن احکام کا ہو اُن مصالح کو علت سمجھنے مین ہمیشہ اندیشہ ہے کہ جب کسی وجہ سے رائے مین تبدیل واقع ہوجاوے اصل حکم کا انکار مستبعد نہین اور نہ ہم کو فروع کو دلائل عقلیہ سے سمجھنے کی ضرورت ہے کیونکہ جب نبوۃ عقلی دلیل سے ثابت ہوگئی نبی کے سب احکام منجانب اللہ ہوتے ہین اور منجانب اللہ جو امر ہو وہ درست اور بجا ہوتا ہے اس

دلیل اجمالی مین کفایت ہے تفصیلی دلائل کی حاجت نہین البتہ اصول کو عقلی نہ کہنے
سے محالات لازم آتے ہین جن کی تفصیل طویل ہے البتہ فروع مین یہ بات ضروری ہے
کہ کسی دلیل عقلی قطعی کے خلاف نہ ہون اگر کوئی شخص خلاف ہونا ثابت کرے گا
تو صاحب مذہب کے ذمہ اس کا جواب ضروری ہوگا اس کے بعد قولہ[۲۱] جو تخصیص
رمضان مین شبہ کیا ہے کہ مین اطمینان کی کوشش کر رہا ہون معلوم نہین اطمینان
شرعی مراد ہے یا عقلی اگر اطمینان شرعی مراد ہے تو دلائل شرعیہ قطعیہ قرآن و
حدیث مین اس پر قائم ہین پھر بے اطمینانی کے کیا معنی اور اگر اطمینان عقلی
مراد ہے تو مین اس کا ضابطہ ابھی بیان کر چکا ہون کہ فروع کا ثابت بدلائل عقلیہ
ہونا ضرور نہین اس کے بعد قولہ[۲۲] جو لباس کو مذہب یا دین سے بے تعلق لکھا ہے
سو دین سے مراد اگر ارکان دین ہے تو بیشک وہ ارکان دین مین داخل نہین
مگر اس سے یہ لازم نہین آتا کہ احکام سے بھی خارج ہو اور اگر احکام دین مراد ہے
تو اُس کو دین سے تعلق نہ ماننا محض غلط ہے حدیث مین صاف صاف الفاظ مین
بہت لباسون کی ممانعت مع وعید کے وارد ہے پھر احکام ہونا کس کو کہتے ہین پھر یہ
جو لکھا ہے کہ بمقتضائے زمانہ انگریزی لباس پہنتا ہون اگر کسی وقت مقتضائے
زمانہ یہ ہو کہ نماز نہ پڑہین تو کیا نماز کو بھی خیرباد کہنا جائز کہا جاوے گا اگر کسی وقت
یہ مقتضائے زمانہ ہو کہ کلمہ نہ پڑہین تو کلمہ بھی ناجائز ہو جاوے گا البتہ ضرورت شدید کی
وجہ سے کبھی تخفیف ہو جاتی ہے سو جب تک کہ ضرورت شدید کا اثبات نہ ہو جواز
کی گنجایش نہین بچہ کی قولہ[۲۳] تعلیم کی نسبت جو رائے قرار دی ہے بہت خوب ہے مگر
اس کے ساتھ اتنی رعایت ضروری ہوگی کہ اُن علوم دنیوی کو ذریعہ اکتساب نامشروع
کا نہ بنایا جاوے۔ اس کے بعد قولہ[۲۴] جو لکھا ہے کہ مسلمانون کی تعلیم کی اگر اصلاح منظور ہو
دینوی معلومات سے مدد دون عزیز من تمنا تو ہے کہ اصلاح ہو مگر قدرت نہ ہونے سے

کون ذمہ داری کرے جب اصلاح نہین کرسکتا ہون تو دریافت کرنا بھی بے فائدہ
البتہ کوئی معقول بات اگر معلوم ہو جاوے گی تو دوسرون سے کہدیا جاوے گا
مگر اصلاح اس کو سمجھون گا جس مین کسی حکم شرعی کی مخالفت لازم نہ آوے ورنہ
وہ سراسر فساد ہے۔ اور یہ جو لکھا ہے کہ مسلمان عنقریب ڈوبنے والے مین سو
قدیم علوم دینیہ کی بدولت تو آگے ہی چلکر ڈوبین گے مگر علوم دینویہ کی بدولت تو مدت
ہوئی ڈوب چکے جس تعلیم کی بدولت مدت سے ڈوب چکے ہون وہ بے تکی ہے
یا جس سے آگے ڈوبے جانے کا دعویٰ ہے خواہ صحیح دعوی ہو یا غلط کس کو بے تکی
کہنا زیادہ زیبا ہے تفتیش آزادی کے ساتھ کچھ مضائقہ کی بات نہین مگر حق طلبی
اور انصاف شرط ہے والسلام +

(۲۵)

تحریرات مذکورہ کا نافع و موثر ہونا

بحمدہ تعالیٰ ان جوابات نے اُس عزیز کے قلب مین اچھا اثر کیا بعد چندے
تیسرا خط آیا جس مین یہ عبارت درج تھی رسابق مین جو نامہ دربارہ معتقدات
صادر ہوا تھا مین اُس کو حرف بحرف اپنے عقیدہ کے موافق پاتا ہون الحمد للہ
کوئی بات خدشہ کی نہین ہے

عرض مؤلف (زاد مجدہ)

واقعی جب قلب مین انصاف ہوتا ہے اور دل سے حق کی طلب ہوتی ہے
حق بات ضرور اثر کرتی ہے دوسرے حضرات عقلا ر سے بھی اس قسم کے شبہات
اتفاقاً پیش آگئے ہین اُمید ہے کہ ان جوابات مین منصفانہ نظر کرکے اپنے قلب کو کدورات
وظلمات شبہات سے پاک کرلین گے والسلام علی من اتبع الھدیٰ ۰

۵ رجمادی الاخریٰ